سلسلہ مطبوعات نمبر ۸

اسلام میں ہجرت کا مقام

تالیف سید نصیب علی شاہ الہاشمی

ایم اے اسلامیات پشاور یونیورسٹی و فاضل حقانیہ و وفاق

ناشر

ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیہ

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ زرگری کوہاٹ پاکستان

برائے تبصرہ محدث

اسلام میں ہجرت کا مقام

از :
سید نصیب علی شاہ الہاشمی

ISBN No, 960-8002-05-7

نام کتاب ——— اسلام میں ہجرت کا مقام

تالیف ——— مولینا سید نصیب علی شاہ

صفحات ——— ۸۰

تاریخ اشاعت ——— جولائی ۱۹۸۸ء

ناشر ——— جامعۃ العلوم الاسلامیۃ زرگری

کتابت ——— اکبر امان شاہد
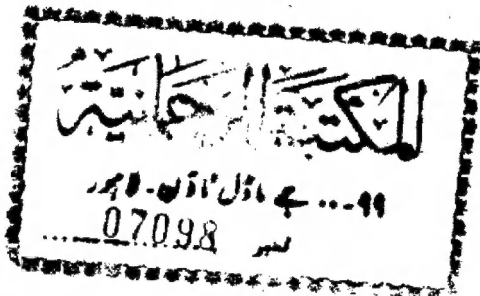
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حمد و ثناء اس ذات کی جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور درود و سلام اُس ہادی رحمت پر جس نے دُنیا کو تمام مسلمانوں کے بھائی بھائی ہونے کا تصور دیا اور آن اصحاب کرامؓ پر جنہوں نے عملی طور پر اس کا ثبوت پیش کیا۔ "اسلام میں ہجرت کا مقام" کے نام سے جو کتاب قارئین حضرات کے سامنے پیش کی جارہی ہے اس کے منظرِ عام آنے کی اشد ضرورت قارئین خود جانتے ہوں گے۔ جب کہ ہمارے مہاجر افغان بھائی، جو کفر و الحاد کے مظالم سے تنگ آکر اپنا مُلک چھوڑ کر ہمارے ہاں مہمان ہوئے۔ روس، دنیا کا ایک طاقتور الحادی مُلک جس کا نہ کوئی دین ہے اور نہ خُدا، نہ کوئی اصول زندگی نہ ضابطہ حیات، یہ درندہ صفت مُلک، دیگر انسانوں کو بھیڑیے کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ظلم قتل و غارت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اپنے تمام وسائل انسانوں کو لوٹنے، مارنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے میں بروئے کار لاتا ہے۔

دنیا کا کوئی مُلک حتیٰ کے امریکہ نے بھی روس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا تصور تک بھی نہ کیا ہوگا۔ لیکن آج نہتے افغان مجاہدین سات سال کا طویل عرصہ ہوگا۔ اِن ظالم وحشیوں کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور یہ ظالم جو ہر طرح کے سامانِ حرب سے لیس ہیں۔ ان کے

شب خونوں سے شہری آبادی بھی محفوظ نہیں اور جو آج اپنی اس بے وقوفی پر حیران و پریشان ہیں۔ ؎

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم   نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

اور افغان مجاہدین ان درندوں کے لئے وبالِ جان بن گئے ہیں۔ ان کی نیند حرام ہو گئی۔ لہٰذا انہوں نے اب سفارتی روابط تیز کر دیئے تا کہ کس طرح ہماری جان چھوٹ جائے۔ لیکن ہمارے افغان مجاہد، روس منحوس کو مکمل طور پر افغانستان کی سرزمین سے ذلیل و رسوا کر کے نکالنے اور افغانستان میں اسلامی نظام کے تنفیذ کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔

افغانی عوام پر، اس ناگہانی مصیبت کے بعد ہمارا انسانی اور اسلامی حق بنتا ہے کہ ہم ان کو اپنے وطن میں پناہ دیں۔ قرب و جوار کا رشتہ الگ، زبان و ثقافت کا تعلق الگ۔ اور ان سب سے بڑھ کر اسلام اور ایمان کا رشتہ الگ۔ آج کے اس ظالمانہ دور میں کوئی مسلمان وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنے وطن میں کب تک رہے اور کب دشمن کے یلغار سے دو چار ہو کر اپنے وطن عزیز کو لبیک کہے۔ یہ مصیبت آج افغانیوں پر پڑی خدا نہ کرے کل ہم پر پڑے، تو اگر آج ہم ان کے ساتھ ہمدردی اور

بھائی چارے کا سلوک نہ کرے تو کل ہمارے ساتھ ہمدردی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

یہ مہاجر بھائی ملک وطن چھوڑ کر پاکستان اس لئے نہیں آئے کہ ان وہاں افغانستان میں رہنے کو گنجائش نہ تھی۔ بلکہ اس لئے ہجرت کر کے آئے کہ وہ ایک اسلامی ملک افغانستان میں روس ملحدانہ نظام نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لہذا ہمارا فرض بنتا ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے اور کم از کم ایک انسان کی حیثیت سے اُن کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کا سلوک برتیں اور اس کو ایک دینی فریضہ سمجھ کر عنداللہ ثواب دارین کے طلبگار رہوں۔ "انما المؤمنون اخوۃ" کے تحت ان کی مصیبت کو بانٹنے کیلئے فراخدلی سے قدم اٹھائیں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مؤاخاۃ اور ہمدردی کا عملی نمونہ، عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرامؓ نے پیش کیا تھا۔ دو صدیوں کے خونی دشمن جو درندوں کی طرح دیکھتے تھے ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے۔ کے متعلق کیا تصور تھا۔ اگر اسلامی مؤاخاۃ کا یہ مظاہرہ صحابہ کرام کے وقت ممکن تھا تو آج بھی ممکن ہے۔ اس انسانی اور مسلمانی جذبہ کے تحت ہم اہالیان پاکستان نے افغانی مہاجرین کو اپنے ملک وطن میں سر چھپانے کیلئے جگہ دی اور پاکستانیوں کو ایک عظیم قربانی ہے۔ جس کی مثال تاریخ عالم میں بھی کم ملتی ہے۔

اسلامی ہجرت کا مقام اجاگر کرنے اور اہالیان پاکستان کے اذہان میں اس جذبۂ ایثار کو مزید تقویت دینے کیلئے۔ کتابچہ [illegible] اس لئے کہ ممکن ہے سات سال کے لمبے عرصے کے بعد ہم میں سے بعض [illegible]

حضرات افغانی بھائیوں کی موجودگی سے تدرے دل برداشتہ ہوتے ہوں۔ ان کو یہ حقیقت جاننی چاہیئے کہ ان کی یہ قربانی ایک عظیم عبادت ہے۔ اس کتاب میں مقام ہجرت، فضیلت ہجرت، مؤاخاۃ مہاجرین و انصار، فضائل مہاجرین و فضائل انصار اور اسی طرح کے دیگر پہلوؤں پر کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مفصل بحث کیگئی ہے۔ تاکہ افغان مہاجرین کے ہجرت کے بارے میں بعض غلط فہمیاں دور ہو سکتی۔

ہمارے بعض پاکستانی حضرات جو افغان مہاجرین کو افغان بھگوڑے سمجھ کر مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ پاکستان سے نکل جائیں۔ سخت غلطی کررہے ہیں۔ خدا و رسول کو ناراضگی کو دعوت دے رہے ہیں۔ اور وہ یہ بھول گئے ہیں کہ:-

ع درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

خدا کے بندوں ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُسی کا بندہ بنوں گا، جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو جائے

آخر میں اُمید ہے کہ اھالیان پاکستان اس جذبہ ہمدردی کو دوام دیں گے۔ اور غلط فہمیاں دور کرکے افغان مہاجرین کے ساتھ فراخدلانہ مؤاخاۃ کا مظاہرہ کریں گے۔ والسلام!

مفتی حافظ اجمل خان خٹک

۲۰ جنوری ۸۶ء

ایمان کا تقاضہ

دینِ اسلام خلوص اور وفاداری کا نام ہے۔ اور معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کے محبت وتعاون کا درس دیتا ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کے خیر میں اور غمخواری میں شرکت ہو۔ اس کے بغیر ایمان کو نامکمل قرار دیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند ہو وہ اپنے دوسرے بھائی کیلئے پسند کرو۔ ورنہ ایمان کا دعوٰی باطل ہے۔ اور صرف یہ نہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ تب تک تو جنت میں بھی داخل نہیں ہوسکتے۔ جب تک کہ آپس میں محبت کا تعلق قائم نہ ہو اس کو صرف دل واعضاء کے حد تک مخصوص نہ کیا گیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ زبان سے بھی ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اظہار کرنا اور وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے سلامتی کی دعا ہے۔ یہ خصوصیات تو اسلام کے ہاں کسی دوسرے معاشرہ میں ناپید ہیں، اور نہ ہی کسی دوسرے مذہب میں یہ سبق دیا جاتا ہے۔ اخلاقیات کا یہ بہترین درس جملہ مسلمانوں کیلئے ہے۔ اس میں کسی ایک قوم کو دوسری پہ اور ایک، وطن کے باشندگان کو دوسرے علاقہ کے رہنے والوں پر کوئی امتیاز حاصل نہیں بلکہ یہ سب اپنے ایمان کے دعوے کو اخلاص کے نمونہ سے پیش کریں گے۔ انسان کا دائرہ

اخلاق تو محمود اور مذموم یہ دو قسم کا ہے۔ اخلاق حمیدہ کا دامن کشادہ ہے۔ جس کے وسعت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کے ہاں ایک دوسرے سے محبت ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی تکلیف میں شریک ہونا ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ اطمینان و قناعت اور دلی سرور حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ اخلاق ذمیمہ کا دامن تنگی اور انانیت کا شکار ہے یہ ایک دوسرے سے بغض اور حسد رکھتا ہے۔ اور پھر درندوں کا مثل بن کر ایک دوسرے کو شر اور ضرر پہنچانے میں لگا رہتا ہے۔ تو انہیں اطمینان حاصل ہے، اور نہ ہی کوئی دلی سرور۔ دنیا کا کوئی معالج بھی انہیں اطمینان اور آرام و فرحت نہیں دے سکتا۔ ان لوگوں سے ہم تنگ نظر اور مفاد پرست کا تعبیر کر سکتے ہیں۔

اب ہمیں اس معیار سے اپنے اخلاق کا موازنہ کرنا ہے۔ اگر ہم میں اخلاق حمیدہ کی کمی ہے تو مکمل مؤمن اور انسان بننے کیلئے ہم اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کریں۔ آپس میں محبت کی زندگی کے ساتھ رہیں۔ ایک دوسرے کا مددگار بنیں۔ جو چیز خود پسند ہو تو دوسرے مسلمان بھائی کیلئے بھی پسند ہو۔ دوسروں کے ساتھ محبت کی زندگی کتنی پیاری ہے۔ اس کے سبب سے تو اسلام کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ اور ان اخلاق کی کمی سے ہمارے دینی پھیلاؤ میں بھی کمی آگئی ہے۔

اسلام دشمن عناصر نے تو ہم میں عناد کی بیج بو کر پاکستانی اور مہاجرین کا فرق قائم کر دیا۔ ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان کو مہاجر سمجھ کر بغض و حسد پر اترتا ہے۔ جس سے ہم اپنے اخلاق کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں آپس میں محبت کو دخولِ جنت کیلئے شرط قرار دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"عَنْ اَبِی ھُرَیرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وَالّذی نفسی بیدہٖ لاتدخلوا الجنۃ حتیٰ تحابّوا الا ادلکم علیٰ شیئی اذا فعلتموہ تحاببتم؛ افشوا السّلام بینکم" (مسلم)

"ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قسم ہے اس ذات پر جس کے قبضہ میں میری جان ہے تب تک تم جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے مابین محبت نہ رکھو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جاتے؟ تم اپنے درمیان سلام ڈالا کرو۔

ان لوگوں کیلئے سوچ کا مقام ہے۔ جو اپنے مسلمان بھائیوں کے درمیان وطنیت اور ہجرت کے بناء پر فرق پیدا کرتے ہیں۔ اور اپنے مہاجر بھائیوں کو ایک غیر قوم سمجھتے ہیں کیا وہ مذکور حدیث میں ایمان کے شرط پر پورا اترتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مؤمن تو الفت اور محبت کا مرکز ہے۔ اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں کے ساتھ الفت نہیں کرتا۔ اور دوسرا اس کے ساتھ الفت نہیں کرتے۔ (بحوالہ مسند احمد و شعب الایمان بیہقی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بندہ مؤمن کو انس و محبت کا مرکز ہونا چاہیئے کہ وہ دوسروں سے محبت کرے۔ کسی شخص میں یہ مادہ نہیں تو اس میں کوئی خیر نہیں۔ اس حدیث میں اُن لوگوں کیلئے سبق ہے جو دوسروں سے

بے تعلق رہتے ہیں۔ حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "جب بندہ نے بھی اللہ کیلئے کسی بندہ سے محبت کی اس نے اپنے رب عزوجل ہی کی عظمت اور توقیر کی"۔ (رواہ احمد)

حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم ص نے فرمایا "اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرب کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے روح خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی۔ پس قسم ہے خدا کی۔ ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے۔ بلکہ سراسر نور ہوں گے۔ اور وہ نور کے ممبروں پر ہوں گے۔ اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا۔ اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے۔ اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے۔ وہ اس وقت بے غم ہوں گے۔ اور اس موقع پر آپ نے یہ آیت پڑھی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (معلوم ہونا چاہیئے کہ جو اللہ کے دوست ہیں اور اس کے ساتھ خاص تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کو خوف و غم نہ ہوگا۔ (سنن ابی داؤد)

مسلمانوں کا آپس میں ہمدردی غمخواری

اسلام میں تو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اگر کسی ایک کو غم و مشکل درپیش ہو تو دوسرا اس میں برابر کا شریک رہے چونکہ مہاجر اور غیر مہاجر میں کوئی فرق نہیں اس لئے وہ بھی ایک دوسرے کا غمخواری ترحم اور حسن سلوک کریں گے مسلمانوں کے باہم محبت و مودت اور تعلق کے بارے میں ارشاد ہے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والوں کو باہم ایک دوسروں پر رحم کھانے محبت کرنے اور شفقت و مہربان کرنے میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضاء بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک حال ہوتے ہیں (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ :- ایمان والوں کا تعلق دوسرے ایمان والوں سے ایک مضبوط عمارت کے اجزاء کا سا ہونا چاہیئے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں (اور ان کے جڑے اپنے سے عمارت کھڑی رہتی ہے) پھر آپ نے (ایمان والوں کے اس باہمی تعلق کا نمونہ دکھانے کے لئے) اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں۔ (اور بتایا کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم مل کر ایک ایسی مضبوط دیوار بن جانا چاہیئے جس کی اینٹیں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوں اور کہیں ان میں خلا نہ ہو (بخاری و مسلم)

مذکورہ احادیث میں مسلمانوں کو آپس میں ہمدردی و غمخواری کا درس

دیا گیا ہے اور انہیں ایک جان قرار دے کر فرق کو مٹایا گیا ہے آج کے مسلمان کے لئے یہ احادیث ایک ترازو کی سی حیثیت رکھتے ہیں اپنے گریبان میں جھانک کر سوچنا چاہیئے کہ ہم اپنے مسلمان بھائی کا کس حد تک ہمدرد ہیں اور ہماری وجہ سے وہ کس تکلیف میں مبتلا ہے۔

جس طرح اسلام نے ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک وہمدردی کا درس دیا ہے اس طرح اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بغض وعداوت اور خلاف برتاؤ کا ممانعت فرمائی ہے اور اس ضمن میں ایذار رسانی اور حسد و کینہ کی بھی ممانعت فرما کر اخوت کا درس دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد واعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مکرم ومحترم ہو) پھر آپ نے تین مرتبہ اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ (ہو سکتا ہے کہ تم کسی کو اس کے ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھو اور اپنے دل کے تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو اس لئے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے بُرا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو (اس لئے ناحق اس کا خون

گرانا۔ اس کا مال لینا، اور اس کی آبرو ریزی کرنا یہ سب حرام ہیں۔ (صحیح مسلم معارف الحدیث)

دوسرے مسلمان بھائی کو ستانے اور عار دلانے اور شرمندہ کرنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے۔ اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اترا نہیں ہے۔ مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے اور شرمندہ کرنے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو۔ کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا۔ اور اس کو ضرور رسوا کرے گا۔ (اور رسوا ہو کے رہے گا) اگرچہ اپنے گھر کے اندر رہی ہو۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا تم حسد کے مرض سے بہت بچو حسد آدمی کے نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے (سنن ابی داؤد)

حضرت جریرؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا (صحیح مسلم)

عن حارثة بن وهب قال قال رسول الله صلعم لا يدخل الجنة الجواظ ولا الجعظري (ابوداؤد)

ترجمہ حارث بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ

سخت گو اور درشت خو آدمی جنت میں نہیں جائے گا۔

ان احادیث میں ایک دوسرے کو حسنِ معاشرت اور باہم زندگی گزارنے ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اگر آج دیکھا جائے تو کتنے مسلمان ہوں گے جو اس پر عمل پیرا ہوں۔

ہجرت اور مہاجر کی تعریف

لغت میں ہجرت ہجران اور ہجر کے معنی میں آتا ہے یعنی کسی چیز سے بیزار ہو کر چھوڑ دینا اور اصطلاحِ شرع میں دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ جبکہ ملا علی قاری نے مرقات ص ۲۹، ج ۱ میں لکھا ہے کہ کسی دینی وجہ کی بنا پر کسی وطن کو چھوڑ دینا بھی ہجرت میں داخل ہے اور مہاجر اس کو کہتے ہیں جو کہ اپنے پسندیدہ اور مانوس وطن کو اپنے مقاصد کی تکمیل و حفاظت اور کامیابی کے وسائل تلاش کرنے کے لئے چھوڑ کر کسی دوسرے وطن میں اقامت اختیار کرے۔ سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کی نشاندہی فرمائی ہے الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم (وہ لوگ جو اپنے اوطان اور اموال سے نکالے گئے ہوں) اس سے معلوم ہو کہ اگر کسی ملک کے کفار مسلمانوں کو ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے زبردستی نکال دیں تو یہ بھی ہجرت میں داخل ہے۔ والمھاجر من ھاجر ما نھی اللہ عنہ۔ مہاجر درحقیقت وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے منہیات کو ترک کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت ترکِ گناہ کے معنی میں بھی آتا ہے اور ان دونوں معنی کے درمیان قریبی تعلق بھی ہے کہ ترکِ

وطن اختیار کرنے والا مہاجر بھی درحقیقت وہاں اپنی دین کی آزادی نہ ہونے اور اس وطن کے باشندوں کی طرف سے منہیات کے تلازم کی وجہ سے اپنے مالوف و محبوب وطن کو چھوڑ کر کسی دوسرے وطن میں چلا جاتا ہے۔

حال ہی میں جو لوگ افغانستان میں اسلام کے نام پر لڑ رہے ہیں اور رہبت سے ترک وطن کر کے پاکستان اور ایران مہاجر ہوئے ہیں ان پر مجاہد اور مہاجر کی تعریف شرعی صادق ہے بلکہ اس کے بارے میں تو حضور صلعم کی پیش گوئی بھی شامل ہے جبکہ ترمذی شریف اور نسائی وابن ماجہ کی حدیث ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رئیتم رایات من قبل خراسان فلا یردھا شئی حتی تنصب بایلیا۔

ترجمہ:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم خراسان (افغانستان) کی جانب سے ایک پرچم (لہراتے ہوئے) دیکھو تو (یقین کرلو) کہ کوئی طاقت ان پرچموں کو نہیں لوٹا سکے گا یہاں تک کہ ایلیا (بیت المقدس) گاڑ دیئے جائیں گے۔

خراسان سات لاکھ مربع میل کا علاقہ ہے جس میں سے ۶ لاکھ مربع میل سے زائد حصہ افغانستان کا حصہ ہے۔ نوے ہزار مربع میل کے قریب ایران میں ہے جس میں اہلسنت والجماعت رہتے ہیں اور تقریباً دو لاکھ مربع میل روس میں شامل ہے۔ مجاہدین افغانستان کی یہ ایک بڑی خوشخبری ہے جو حضور صلعم نے چودہ سو سال پیشتر بشارت فرمائی ہے۔ (الفاروق افغانستان جہاد نمبر ۸۶)

اس سلسلہ میں خواجہ مجذوب نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مسلم ہیں ہم غلامی کرتے نہیں کسی کی
بس اک خدائے برتر ہے حکمراں ہمارا
کمزور ہم کو ہرگز سمجھیں نہ اہل باطل
لٹھے نہیں کہ پھر ہے سارا جہان ہمارا

ہجرت کا تقاضا اور اخلاص :

ہجرت کا تقاضا یہ ہے کہ مہاجر اولاً خود کو حق پر ثابت قدم رکھے اور پھر اس حق کے لئے ہجرت اختیار کرے درحقیقت ہجرت ایک مضبوط ایمان کا پھل ہے جو اپنے ایمان کو تر و تازہ رکھنے سے قائم رہتا ہے۔ اس کے ساتھ مہاجر کے لئے اخلاص انتہائی ضروری ہے قرآن پاک میں برکات ہجرت کے لئے شرط لگایا گیا ہے کہ ھاجروا فی اللہ (یعنی جن لوگوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی) دنیا کی مال و دولت یا حکومت و سلطنت یا عزت و جاہ کی طلب میں ہجرت نہ کی ہو جو بخاری کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نیت سے ہجرت کرتا ہے تو ان کی ہجرت اللہ اور رسول ہی کے لئے ہے۔ اور جس شخص نے کسی مال کی طلب یا کسی عورت کے نکاح کے خیال سے ہجرت کی ہو تو اس کی ہجرت کا معاوضہ وہی چیز ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ آج پریشان حال مہاجرین کو اپنے نیت پر نظر رکھ کر اور اصلاح حال سے کام لے کر یہ نعمتیں حاصل کر سکتے ہیں ورنہ

یہی ہجرت اُن کے لئے وبال فی الدنیا والآخرت بن جائیگی۔

مہاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شب و روز کو احکام الٰہی کے پابند بنا لیں اپنے زندگی کو ایک مشعل بنا لیں جس سے دوسرے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مہاجر کو جن مشکلات کا سامنا ہے اس کے حل کے لئے انہیں اطاعت الٰہی کا ہر قدم پر خیال رکھنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غضب الٰہی کا شکار ہو کر اس کی امداد بھی بند ہو جائے اس سلسلہ میں اُن کے قائدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ انہیں اطاعت و اخلاص کا پابند رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے مقصد کو ہی بھول جائیں۔

خواجہ مجذوبؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ایمان کی تھی قوت ، اخلاص کی تھی برکت
اک اک ہزار کا تھا اک اک جواں ہمارا
آتے تھے آسمان سے بہرِ مدد فرشتے
اللہ میاں کے ہم تھے اللہ میاں ہمارا

ہجرت کا عنداللہ مقام

ہر تحریک کو اپنے مقاصد اور وسائل کے لحاظ سے اہمیت حاصل ہوتی ہے جب کہ ہجرت ایک ایسی تحریک ہے جو ہمیشہ اپنے مقصد کے ساتھ یعنی ہجرت الی اللہ ذکر کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ہجرت کو عزائم الامور میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ خواہ یہ ہجرت نفسی ہو جو کہ غیر اسلامی عادات و افکار کو ترک کرنے سے عبارت ہے، یا عملی اور

تحریک ہو یعنی اسلام کے بارے میں کوئی علاقہ غیر آباد ہو جائے اور مسلمانوں کو اپنے عقیدہ و اعمال کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع نہ ہو اور اس وطن کو ترک کرے دوسرے وطن چلے جائیں ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ وہ ہی میرے رحمت کے امیدوار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم۔

ترجمہ: یقیناً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمت خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے اور رحمت کریں گے۔ دوسرے اینوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب اور بلند درجوں والے قرار دیئے گئے ہیں جب کہ بہت سے احادیث میں مہاجر کو شہید کا رتبہ بھی دیا گیا ہے۔

ہجرت فرار کا نام نہیں

اسلام کی غالبیت اور کفر کی مغلوبیت اور اس سلسلہ میں کوشش کرنے میں مسلمان کی ذمہ داری ابدی ہے۔ اس لیئے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ ہجرت موقع سے فرار کا نام ہے یا مہاجر کا مقصد صرف خود کو بچانا ہے اور نہ ہی کمزوری یا ہمت کی پستی کی وجہ سے ہجرت اختیار کیا جاتا ہے اور نہ ہی کسی دنیاوی مفاد کا غلام یا حصول

سے ہے۔ اس کے بارے میں اسلام کا نظریہ بالکل واضح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فھجرتہ الیٰ ما ھاجر الیہ (اس کی ہجرت اس واسطے ہے جس کے لئے ہجرت کیا ہے) اور اس کو اصطلاح شرع میں اسلامی ہجرت نہیں کہا جاتا۔ اسلامی ہجرت میں تو مہاجر کا تعلق ہمیشہ جنگ سے اور وہ کسی وقت بھی جہاد سے الگ نہیں۔

ابتدا اسلام میں ہجرت

ابتدا اسلام میں ہجرت اس طرح فرض تھا جس طرح ایمان کے لئے اقرار بالشہادتین شرط ہے۔ اور اس وجہ سے جو لوگ اس وقت باوجود قدرت کے ہجرت نہ کرتے تھے۔ یا ہجرت کرنے کے بعد دارالاسلام سے نکل کر دارالحرب چلے جاتے ان کا حکم عام کفار کی مانند ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا۔ (سورۃ نساء آیت ۸۹)

ترجمہ وتشریح :۔ وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی (خدا نہ کرے) کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح ہو جاؤ سو (ان کی سب یہ حالت ہے تو) ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا (یعنی

کسی کے ساتھ مسلمان کا ساز باز و مت کرنا۔ کیونکہ دوستی کے جواز کے لئے اسلام شرط ہے) جب تک وہ اللہ کی راہ میں (یعنی تکمیل اسلام کے لئے) ہجرت نہ کریں (کیونکہ اس وقت ہجرت کا وہ حکم بحق جواب اقرار بالشہادتین کا ہے) اور اگر وہ (اسلام سے) اعراض کریں (اور کافر رہیں) تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور نہ ان میں سے کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ۔
ابتداء اسلام میں ہجرت دار الکفر سے تمام مسلمانوں پر فرض تھی۔ اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کا ساز باز کرنے سے منع کیا ہے جو ہجرت کے تارک ہوں اور اب بھی فرضیت ہجرت کا حکم باقی ہے سمرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بیزار ہوں اس مسلمان سے جو مشرکین کے درمیان رہا کرے (اگر انہیں دین کی امان حاصل نہ ہوں تو وہاں سے نکلنا چاہیئے۔

ہجرت کی مختلف صورتیں اور احکام

ہجرت کے مختلف مراتب اور صورتیں ہیں۔ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اس سلسلہ میں لکھتے ہیں۔
ابتداء اسلام میں ہجرت دار الکفر سے تمام مسلمانوں پر فرض تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کا ساز باز کرنے سے منع کیا ہے جو اس فرض کے تارک ہوں پھر جب فتح مکہ ہوا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا هجرة بعد الفتح**
(رواہ البخاری) یعنی جب مکہ فتح ہو کر دار الاسلام میں گیا۔ تو اب

وہاں سے ہجرت فرض نہ رہی۔ یہ اُس زمانے کا حکم ہے جب کہ ہجرت شرط ایمان تھی اس آدمی کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا تھا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہ کرے لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اب یہ صورت باقی نہیں رہی ہاں کفر کی طرف سے ظلم ہو تو ہجرت اب بھی فرض ہے۔

ہجرت کی دوسری صورت یہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گی۔ جس کے بارے میں حدیث آتا ہے لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة۔ یعنی ہجرت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک توبہ کی قبولیت کا وقت باقی رہے (صحیح بخاری)

علامہ عینی شارح بخاری نے اس ہجرت کے متعلق لکھا ہے ان المراد بالهجرة الباقية هي هجر السيئات یعنی اس ہجرت سے مراد گناہوں کا ترک کرنا ہے، جب کہ ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ المهاجر من هاجر ما نهى الله عنه یعنی مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں سے پرہیز کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے

(بحوالہ مرقات ج ۱)

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ اصطلاح میں ہجرت کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے۔

(۱) دین کے لئے ترک وطن کرنا جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنا وطن مکہ ترک کرکے مدینہ اور حبشہ تشریف لے گئے۔

(۲) گناہوں کا چھوڑنا۔

(معارف القرآن ج ۲ ص ۱۱۵)

دونوں قسم کے ہجرت قیامت تک رہیں گے جیسا کہ بہت سے احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ ابن سعدی سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ ہجرت ختم نہیں ہوتا جب تک دشمن لڑتا رہے یہ سُن کر حضرت معاویہ وعبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ ہجرت دو خصلت (قسمیں) ہیں ایک ان سے گناہوں کا چھوڑنا اور دوسرا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت (ترک وطن) کرنا ہے اور ہجرت منقطع نہیں ہوتا جب تک کہ توبہ قبول ہوتا ہو اور توبہ ہمیشہ قبول ہے جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے اور جب مغرب سے نکلے تو ہر ایک دل پر ان میں موجودہ (گناہوں) سے مہر لگوایا جائے گا۔ اور کافی ہے لوگوں کو عمل۔ (ابوداؤد۔ نسائی مجمع الزوائد ص ۲۵۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہجرت توبہ کے معنی ہیں اور ہجرت جہاد کے معنی ہیں دونوں قیامت تک باقی رہیں گے اور ایک دوسرے حدیث میں جنادہ بن ابی امیہ سے روایت ہے کہ حضور صلعم کے بعض صحابہ نے کہا کہ ہجرت بند (ختم) ہوگیا ہے۔ تو ان صحابہ کے درمیان اس کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا تو میں حضور صلعم کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت ختم ہو چکا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت منقطع نہ ہوگا۔ جب تک جہاد قائم رہے۔ (احمد۔ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۵۱)

شیخ الاسلام احمد بن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ہجرت دو قسم کا ہے ایک ترک المنکرات اور دوسرا ازالۂ منکرات جس کے معنی یہ ہیں۔ ترک المنکرات کے بارے میں جتنا بھی ذکر رہا ہے وہ ترک گناہ اور معنی

ترک وطن دونوں کو مستلزم) ہے ترک گناہ تو ظاہر ہے لیکن ترک وطن کے معنی میں اسلئے آیا ہے کہ یہاں بھی ترک المنکرات اور عمل بالشرائع کا مرتکب ہوتا ہے کہ ہجرت کی دوسری قسم سے وہ ہجر علی وجہ استادیب کا تعبیر کرتے ہیں جو تعزیر اور تادیب کے معنی میں ہے اور یہ ہجرت دو قسم پہ ہے ایک یہ کہ کسی سے قطع تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جو کہ جائز ہے دوم یہ کس سے قطع تعلق اپنے ذات کے لئے جو صرف تین دن تک جائز ہے اس سے زائد ممنوع ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۸ ص ۲۰۳)

دوسرے مختلف احادیث میں قیامت تک باقی رہنے کا ثبوت ہے جن احادیث میں ہجرت ختم ہونے کا ارشاد تھا۔ اس سے مراد فتح مکہ کے بعد مدینہ کی طرف لوٹ جانا ختم ہونا مراد ہے کیونکہ اس وقت مکہ دارالاسلام بن گیا تو ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

فرضیتِ ہجرت

جس ملک میں مسلمانوں کو آزادانہ طور سے شرعی زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے۔ اس وقت ان پر اس ملک سے کسی دوسرے وطن ہجرت کرنا فرض ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ط قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ط فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ط وَسَاءَتْ

مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولٰئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾

(النساء ایات ۹۷، ۹۹)

ترجمہ: بیشک ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنہوں نے (باوجود قدرت ہجرت بھی ہجرت کے تارک ہو کر) اپنے کو گنہگار کر رکھا تھا تو (اس وقت) وہ (فرشتے) ان سے کہتے ہیں کہ تم (دین کے) کس (کس) کام میں تھے (یعنی دین کے کیا ضروری کام کیا کرتے تھے) وہ (جواب میں کہتے ہیں کہ ہم (اپنی بود و باش) سرزمین میں محض مغلوب تھے (اس لئے بہت سی ضروریات دین پر عمل نہ کر سکتے تھے تو) کیا خدا تعالی کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترک وطن کر کے اس (اسے کسی دوسرے حصہ) میں چلا جانا چاہیئے تھا (اور وہاں جا کر فرائض کو ادا کر سکتے تھے۔ اس سے وہ لاجواب ہو جائیں گے اور جرم ان کا ثابت ہو جائیگا)۔ سو ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور جانے کے لئے وہ بری جگہ ہے لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے (واقع میں ہجرت پر) قادر نہ ہوں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ راستہ سے واقف ہیں سو ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالی معاف کر دیں اور اللہ تعالی بڑے معاف کرنے والے بڑے مغفرت کرنے والے ہیں

ان آیات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جس ملک میں مسلمان آزادانہ طور سے شرعی زندگی نہیں گزار سکتے ان پر ہجرت کرنا فرض ہے صرف معذورین

کو معافی دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو بھی وہاں باقی رہنے کی اجازت نہیں۔

یہ باتیں بعض اہل مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو اسلام کا اقرار تو کرتے تھے لیکن ہجرت نہیں کیا اور ایمان کو ظاہر کیا جب کہ اندرونی نفاق کو چھپایا لیکن مفہوم عام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف اہل مکہ کو ان آیات کے بارے میں اطلاع دیتے تھے جو ان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اس طرح انہوں نے مذکورہ اول آیت کو لکھ کر کے انہیں بھیجا جب اس کو وہاں مسلمان نے پڑھا تو جبیب بن حمزۃ اللیثی نے اپنے بیٹوں سے کہا (جب کہ وہ خود بہت بوڑھے تھے۔) کہ مجھے اٹھا کر لے جاؤ کیونکہ میں تو مستضعفین (بے بس) سے نہیں اور میں تو سیدھا راستہ معلوم کر سکتا ہوں تو اس کے بیٹوں نے انہیں ایک چارپائی پر ڈال کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا جب وہ تنعیم کو پہنچے تو وہاں موت نے انہیں آلیا تو اپنے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ڈالا اور کہا کہ اے باری تعالیٰ یہ ہاتھ آپ کے لئے ہے اور یہ آپ کے رسول کے لئے ہے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں جس پر رسول اللہ کے ہاتھ آپ سے بیعت کیا ہے اور فوت ہوا۔ تو ان کا خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پہنچا تو انہوں نے کہا۔ اگر یہ مدینہ منورہ پہنچ جاتے تو انہیں مکمل اجر مل جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ذیل میں انہیں نازل ہوئیں۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ

فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَّسَعَةً ط وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(النساء آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ:- جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین) کے لئے ہجرت کرے گا، تو اس کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور (اظہار دین کی) بہت گنجائش ملے گی (یعنی اگر ایسی جگہ پہنچ گیا تو دنیا میں بھی اس سفر اور اظہار سے کامیابی ظاہر ہے) اور اگر اتفاقاً یہ مذکورہ کامیابی نہ ہوئی تب بھی آخرت کی کامیابی میں تو کوئی تردد نہیں کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول (کے دین کے ظاہر کر سکنے کے موقع) کی طرف ہجرت کروں گا پھر (مقصد کے حاصل کرنے سے پہلے) اس کو موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب (جس کا وعدہ ہجرت کرنے پر ہے) ثابت ہو گیا (جو وعدہ کی وجہ سے ایسا ہے جیسے) اللہ کے ذمہ (گو ابھی اس سفر کو ہجرت نہیں کہہ سکتے لیکن صرف اچھی نیت سے اس کے شروع کر دینے پر پورا صلہ عطا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں (اس ہجرت کی برکت سے گو وہ نا تمام رہے بہت سے گناہ معاف فرما دیں گے جیسا حدیث میں ہجرت کی فضیلت آئی ہے کہ ہجرت سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ عمل کو اچھی نیت سے شروع

کرنے ہیں سے عمل کے پورا ہونے کے برابر ثواب عنایت فرماتے ہیں،
یہ احکام الٰہی کی پیروی کرنے والوں کا ایک مثال ہے اس صادق مسلمان نے یہ محسوس کیا کہ وہ ہی وجوب ہجرت کے حکم کے لئے مخاطب ہیں کہ مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرے جو ایک اسلامی ملک کا دارالخلافہ بن گیا ہے انہوں نے حیلہ اور بہانہ سے کام نہ لیا کہ وہ معذور ہیں یا مستضعفین میں (بے بسوں) میں داخل ہیں کہ وہ مہاجرین کے ساتھ شامل نہ ہوسکے وہ ایک معمر شخص تھے بڑھاپا غالب تھا چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی بیماری نے آلیا تھا اس کی یہ عذریں قدموں پہ چلنے کے سلسلے میں حائل تھیں اس لئے تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے اٹھالیں میں تو معذور نہیں کہ مکہ میں ٹھہروں۔

ہجرت کی برکات

ہجرت کے جو سیاسی فوائد جہاد اور تحریکِ اسلام کے بارے میں ہیں وہ تو ظاہر ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ مہاجر کے لئے رزق حلال اور زمین بہت اور کشائش کا بھی وعدہ کیا ہے۔
سورۃ نحل کی ایک آیت میں ارشاد ہے۔

والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون،

ترجمہ:۔ یعنی جن لوگوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور نصرت

کا ثواب تو بہت بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھ لیتے۔

سورۃ نساء کی آیت میں مہاجر کے لئے زمین بہت جگہ اور کشائش ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے ارشاد ہے۔

ومن یہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ۔

ترجمہ :۔ یعنی جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا۔ وہ پائے گا زمین میں جگہ بہت اور کشائش۔

حضرت مولینا مفتی محمد شفیع ؒ نے اپنے تفسیر معارف القرآن میں ان آیات کی شرح میں ہجرت کی برکات کے تحت جو مضمون تحریر فرمایا ہے وہ اس سلسلہ میں قابل استفادہ ہے۔

لکھتے ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں ہجرت کی برکات ظاہرہ و باطنہ کا بیان ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا میں راہیں کھول دیتے ہیں اور اس کو دنیا میں بھی اچھا ٹھکانا دیتے ہیں اور آخرت کے ثواب و درجات تو وہم و گمان سے بالاتر ہیں۔

اچھے ٹھکانے کی تفسیر مجاہد ؒ نے رزق حلال سے اور حسن بصری ؒ نے عمدہ مکان سے اور بعض دوسرے مفسرین مخالفین پر غلبہ اور عزت و شرف سے کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آیت کے مفہوم میں یہ سب چیزیں داخل ہیں چنانچہ تاریخ عالم شاہد ہے کہ جب کسی نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو وطن

نے مکان سے بہتر مکان، وطن کی عزت و شرف سے زیادہ عزت وطن کے آرام سے زیادہ آرام عطا کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عراقی وطن کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں ان کو نصیب فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل نے اللہ کے لئے اپنے وطن مصر کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر وطن ملک شام عطا فرمایا اور پھر مصر بھی ان کو مل گیا۔

ہمارے آقا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اللہ و رسول کے لئے مکہ کو چھوڑا تو مہاجرین کو مکہ سے بہترین ٹھکانا، مدینہ نصیب ہوا۔ ہر طرح کی عزت و غلبہ اور راحت و ثروت عطا ہوئی۔ ہجرت کے ابتدائی دور میں چند روزہ تکلیف و مشقت کا اعتبار نہیں۔ اس عبوری دور کے بعد جو نعمتیں حق تعالیٰ کی ان حضرات کو عطا ہوئیں اور ان کی کئی نسلوں میں جاری رہیں اس کا اعتبار ہو گا۔

صحابہ کرام کے فقر و فاقہ کے جو واقعات تاریخ میں مشہور ہیں وہ عموماً ہجرت کے ابتدائی دور کے ہیں یا وہ فقر اختیاری کے ہیں کہ انہوں نے دنیا و مال و دولت کو پسند ہی نہیں کیا اور جو حاصل ہوا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حال یہی تھا کہ آپ کا فقر و فاقہ محض اختیاری تھا آپ نے غنا و مالداری کو اختیار نہیں فرمایا۔ اور اس کے باوجود ہجرت

کے چھٹے سال میں فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اہل و عیال کے گذارہ کا کافی انتظام ہو گیا تھا۔ اسی طرح خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سب کا یہی حال تھا کہ مدینہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو سب کچھ دیا تھا۔ لیکن اسلامی ضرورت پیش آنے پر حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے گھر کا پورا مال لا کر پیش کر دیا ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو جو کچھ وظیفہ ملتا وہ سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر کے خود فقیرانہ زندگی گزارتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ام المساکین ہو گیا تھا اور اس کے باوجود اغنیاء صحابہ جنہوں نے بڑی مقدار میں مال و جائیداد چھوڑی ان کی مقدار بھی صحابہ کرام میں کم نہیں۔

بہت سے حضرات صحابہؓ میں ایسے بھی تھے جو اپنے وطن مکہ مکرمہ میں مفلس و نادار تھے۔ ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکو مال و دولت اور ہر طرح کی رفاہیت عطا فرمائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب ایک صوبہ کے والی بنا دیئے گئے تو بڑی لطف کے ساتھ اپنی سابقہ زندگی کا نقشہ اتارا کرتے تھے۔ اور اپنے نفس کو خطاب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ ابو ہریرہ تو وہی ہے کہ فلاں قبیلہ کا نوکر تھا اور تیری تنخواہ صرف پیٹ بھرائی روٹی تھی اور تیری ڈیوٹی یہ تھی کہ جب وہ لوگ سفر میں جائیں تو پیدل ان کے ساتھ چلے اور جب وہ کسی منزل پر اتریں تو تو ان کے لئے جلانے کی لکڑیاں چن کر لاتے آج اسلام کی بدولت تو کہاں سے کہاں پہنچا تجھ کو امام اور امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۹۲۸)

ہجرت نہ کرنے والوں کیلئے قرآنی وعید

یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ ہجرت بھی جہاد کی طرح مخصوص حالات میں فرض ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے میں جب بعضوں نے وہاں مکہ میں رہنا پسند کیا اور جہاد میں بھی شریک نہ ہوئے اور نہ ہی وہ ہجرت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے وعید نازل فرمایا۔

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین (التوبہ ۲۴)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کا کو تم پسند کرتے ہوئے تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اس جگہ امر یعنی حکم سے مراد حکم عذاب ہے کہ دنیوی تعلقات پر اخروی تعلقات کو قربان کر کے ہجرت نہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا حکم عذاب عنقریب آنے والا ہے۔ یا تو دنیا ہی میں

ان پر عذاب آئے گا۔ ورنہ آخرت کا عذاب تو یقینی ہے آیت میں اس جگہ منصود تو ترک ہجرت پر وعید ہے مگر ذکر بجائے ہجرت کے جہاد کا کیا گیا جو ہجرت کے بعد کا اگلا قدم ہے اس میں اشارۃً کر دیا گیا کہ ابھی تو صرف ہجرت اور ترک وطن ہی کا حکم ہوا ہے اس میں کچھ لوگ ہمت ہار بیٹھے آگے جہاد کا حکم آنے والا ہے جس میں اللہ اور رسول کی محبت پر ساری محبتوں کو اور خود اپنی جان کو قربان کرنا پڑتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ ہجرت ہی کو جہاد سے تعبیر کر دیا کیونکہ وہ بھی حقیقت میں جہاد ہی کا ایک شعبہ ہے۔

اور آخر آیت میں واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین فرما کر یہ بھی بتلا دیا کہ جو لوگ حکم ہجرت کے باوجود اپنی دنیوی تعلقات کو ترجیح دے کر اپنی خویش وعزیز اور مال ومکان سے چمٹے رہے۔ ان کا یہ عمل دنیا میں بھی ان کے لئے مفید نہیں ہوگا۔ اور ان کا یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا کہ ہمیشہ اپنے اہل وعیال اور مال ومکان میں امن وچین سے بیٹھے رہیں بلکہ حکم جہاد شروع ہوتے ہی یہ سب چیزیں ان کے لئے وبال جان بن جائیں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتے۔

(معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۴۰)

ہجرت کے دینی فوائد

دولت اسلامیہ کے قیام میں ہجرت کا بہت اہم حصہ ہے۔ مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی حکومت کا قیام بھی ہجرت الی المدینہ

کا نتیجہ تھا۔ ہر چند کہ مکہ مکرمہ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک ایک اہم اور بلند مقام تھا لیکن اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کو فرض قرار دیا گیا۔ اور اسی ہجرت کے بنا پر اطرافِ عالم میں اسلام کا پھیلنا شروع ہوا۔

قدیم اور جدید زمانہ میں جہاں بھی مسلمانوں نے کسی وطن ہجرت کیا ہے وہاں پر اسلام کا پھیلنا شروع ہوا اور اگر یہ ہجرت نہ ہوتا تو بہت سے ممالک میں اسلام نہ پھیلتا۔

ہجرت کرنے سے مہاجر کا ایمان اور بھی مضبوط ہو جاتا ہے اور اس ایمان کے ثمرات وہ جہاں بھی جائے ظاہر ہوں گے وہ ایک روشن چاند ہیں جس کی روشنی ختم نہیں ہوتی جب وہ کسی ایک جگہ ڈوبتا ہے تو دوسری جگہ نکلتا ہے اس طرح وہ ہمیشہ روشنی دیتا ہے اور اس کی مثال اس چشمے کی طرح ہے جب ایک جگہ اس کو بند کیا جاتا ہے تو دوسری جگہ پانی پھوٹ نکلتا ہے اور وہاں زراعت اور آبادی آجاتی ہے۔ اسلام کے لئے جب بھی لوگوں نے ترکِ وطن اختیار کر کے کسی دوسرے وطن گئے تو وہاں دین کو استحکام اور فروغ حاصل ہوتا رہا۔ مہاجرین جو کہ متدین اور متشرع ہوتے ہیں اور وہ ایک بابرکت مقصد ساتھ لائے ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے [illegible] تو کیوں نہ اس وطن میں اس کے برکات ظاہر ہوں گے۔ تاریخ میں [illegible] مسلمانوں نے ہجرت اختیار کی ہے ان کو اپنے وطن سے بہتر وطن مل گیا ہے اور [illegible] وطن بھی اعزاز کے ساتھ حاصل کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

افغانستان کا جہاد و ہجرت شرعی تقاضوں کے عین مطابق

ہے جس سے نہ صرف روس بلکہ خود امریکہ کو بھی خطرہ ہے وہ اگرچہ اس سے سیاسی فوائد اٹھانے کی کوشش میں ہے اور اس کے لئے کچھ نام نہاد امداد بھی دے رہی ہے لیکن پھر بھی اس کی اسلامیت سے سخت مرعوب اور خطرے میں ہیں کیونکہ مجاہدین کا عزم ہے کہ وہ افغانستان کی آزادی کے بعد بیت المقدس اور فلسطین کو بھی آزاد کریں گے۔ اس لئے تو امریکہ مجاہدین کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے لاکھوں ڈالر خرچ کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ ۱۹۸۶ء میں امریکہ کے سابق صدر نکسن نے پاکستان میں مہاجر کیمپوں کا دورہ کیا مجاہدین و مہاجرین سے مختلف سوال کئے ایک سوال کے جواب میں سب کا یہ متفقہ جواب تھا کہ ہم افغانستان آزاد کرانے کے بعد فلسطین کی آزادی کا جنگ لڑیں گے یہ سن کر صدر نکسن بوکھلا اٹھا اور امریکہ واپس جاکر کانگریس میں خطاب کیا اور کہا میں میخائل گورباچوف اور صدر ریگن کو نصیحت کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے اختلافات پس پشت ڈال دیں اور متحد ہوجائیں اس لئے کہ امت مسلمہ افغانستان میں از سر نو ابھر رہی ہے اور روس اور امریکہ دونوں کے لئے شدید ترین خطرہ ہے مسلمانوں کا یہ سیلاب دونوں کو بہا کر لے جائے گا۔

(ماہنامہ الفاروق اردو کراچی جہاد نمبر ۱۹۸۶)

صدر نکسن کا یہ خطاب امریکی مفادات کی صحیح عکاسی ہے کہ وہ جہاد میں بھی امداد کرتا ہے تو اس کا نتیجہ مسلمانوں کے خلاف ہوتا ہے حضور صلعم کے ارشاد مبارک کے مطابق الکفر ملۃ واحدۃ ہے روس اور امریکہ دونوں مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

ہجرت باقاعدہ جہاد ہے

اسلامی مفہوم میں ہجرت ایک باقاعدہ جہاد ہے اور کبھی کبھار تو یہ جہاد کے اعلیٰ انواع میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

ہجرت ایک مضبوط ایمان کا پھل ہے اور مومن کا شیوہ ہے یہ ایک عملی تحریک اور جہاد ہے جس کا اصل سبب اسلام اور کفر کے درمیان ایک معرکہ کا وقوع ہے جس میں مسلمان کی ذمہ داری ابدی ہے۔ اسلام کے نظریہ میں مہاجر ہمیشہ معرکہ میں رہتا ہے یعنی اس کا میدان جہاد سے باہر رہنا بھی جہاد کا حصہ ہے۔ اور مہاجر جہاد سے الگ نہیں۔

سورۃ توبہ کی آیت ۲۴ میں ہجرت کو جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اگر تمہارے باپ تمہارے باپ تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاروہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جس کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

یہاں باتفاق مفسرین جہاد سے مراد ہجرت ہے اور یہ وعید ان لوگوں کے لئے ہے جو مذکورہ اسباب کے بنا پر مکہ سے مدینہ ہجرت نہ کر گئے لیکن الفاظ آیت کا عموم تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس درجہ ہونا لازم و واجب ہے کہ دوسرا کوئی متعلق اور کوئی محبت اس پر غالب نہ آئے اور جس نے اس درجہ کی محبت پیدا نہ کی وہ مستحق عذاب ہو گیا اس کو عذاب الٰہی کا منتظر رہنا چاہیئے۔

ہجرت سے مہاجر کو کوئی نقصان نہیں ہوتا

ہجرت سے غربت، بے وطنی، امراض، ضیاع مال اور تہذیب و ثقافت اور دوسرے نقصانات نہیں ہوتے اور نہ ہی اس سے وطن کی محبت میں کمی آجاتی ہے وہ جہاں بھی جاتا ہے بے خوف و خطر رہے گا۔ اسے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ غریب الوطن ہیں اور وہ دیارِ غیر میں مقیم ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ کہ ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ۔

مکہ مکرمہ تو اللہ تعالیٰ کے جملہ شہروں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسندیدہ شہر تھا اور اگر اپنا قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نکالتے تو وہ نہ نکلتا۔

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (الانفال ۳۰)

اس واقع کا بھی ذکر کیجئے کہ جب کافر لوگ آپ کی نسبت ابڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے کہ (آیا) آپ کو قید کرلیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور

اللہ اپنی تدبیر (ان تدبیروں کے رفع کرنے کے لئے) کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔

مہاجرین کو دین کا طعنہ اور دینی غرور

بعض حاسد لوگ مجاہدین اور مہاجرین کو دین کا طعنہ دیتے ہیں کہ دیکھو اتنی بڑی قوت کے ساتھ ٹکر لیتے ہیں ان کو اپنے دین پر غرور ہے اس طعن سے بعض سادہ لوح مسلمان بھی متاثر ہو کر یہی کہتے ہیں جب کہ در پردہ یہ حاسدین خود دشمن سے ملے ہوتے ہیں قرآن کریم نے یہ طرز عمل منافقین کا قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض غر ھٰؤلاء دینھم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم۔ (الانفال ۴۹)

ترجمہ وتفسیر:۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین (اہل مدینہ والوں میں سے) اور جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی (مکہ والوں سے مسلمانوں کا بے سروسامانی کے ساتھ مقابلہ کفار میں آجانا دیکھ کر) یوں کہتے تھے کہ ان (مسلمان) لوگوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے۔ (کہ اپنے دین کے حق ہونے کے بھروسے ایسے خطرے میں آپڑے۔ اللہ جواب دیتے ہیں) اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو (وہ اکثر غالب ہی آتا ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (اس لئے اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کو غالب کر دیتے ہیں اور

احیاناً ایسا شخص مغلوب ہو جائے تو اس میں کچھ مصلحت ہوتی ہے کیونکہ وہ حکمت والے (بھی) ہیں (غرض ظاہری سامان و بے سامان پر مدار نہیں قادر کوئی اور ہی ہے)

اس آیت میں توکل کا ذکر کیا گیا ہے یعنی جو شخص اللہ پر توکل اور بھروسہ کر لیتا ہے تو یاد رکھو کہ وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے تم لوگ صرف مادہ اور مادیات کو جاننے اور اعتماد کرنے والے ہیں اور ہم نے مادہ اور مادیات کے پیدا کرنے والے پر بھروسہ رکھتے ہیں جو کہ یقیناً اچھی صفت ہے ہم لڑ کر مریں تو جنت ملے اور تم مریں تو کیا ملے۔ بلکہ جب مریں تو ان کفار کا یہ حال ہوگا:

ولو ترى اذ يتوفى الذين كفروا الملئكة يضربون وجوههم وادبارهم وذوقوا عذاب الحريق ذلك بما قدمت ايديكم وان الله ليس بظلام للعبيد۔ (الانفال۔ ۵۰،۵۱)

ترجمہ وتفسیر: اور اگر آپ (اس وقت کا واقعہ) دیکھیں (تو عجیب واقع نظر آئے) جب کہ فرشتے ان (موجودہ) کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں (اور) ان کے منہ پر اور ان کی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ (ابھی کیا ہے آگے چل کر) آگ کی سزا جھیلنا (اور) یہ عذاب ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے۔ جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں (سو اللہ تعالیٰ نے بے جرم سزا نہیں دی)

جب بھی مسلمانوں نے کسی وطن کی طرف ہجرت کی تو وہاں بھی ان

کے دشمنوں نے اُن کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اسلام نے ایسے لوگوں کو منافق قرار دیا ہے۔ اسلام تو مسلمانوں کو آپس میں محبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور اس کو تکمیل کے لئے اسلام نے شرط قرار دیا۔ اس کے برعکس کام کرنے والے یا تو مکمل مومن نہیں یہ اُن کی ایمانی کمزوری کی دلالت ہے یا وہ نفاق کا شکار ہیں۔ اور اس کے بارے میں ہمیں سوچنا بھی چاہیئے کہ موجودہ حالات میں افغانستان کے جہاد ہجرت کو دنیا کے جملہ منتسبان عظام نے اسلامی جہاد و ہجرت کا نام دیا ہے حتیٰ کہ روس کے ہمنوا بعض غیر مسلم ممالک بھی روس کے اس کارروائی کو ظلم سمجھ کر احتجاج کرتے ہیں ایسے بہت سے واقعات اس کا بیّن ثبوت ہے کہ دیاں جنگ لڑنے والوں کی کرامات ظاہر ہو چکی ہیں۔ مولانا ارسلان رحمانی جو مجاہدین کے سپہ سالار ہیں کہتے ہیں کہ ایک معرکہ میں ہمارے ساتھ ٹینکوں کے مقابلہ کے لئے صرف ایک راکٹ لانچر اور اس کا صرف ایک گولہ تھا ہم نے پہلے نماز پڑھی پھر اللہ پاک کے حضور دعا کی کہ یہ واحد گولہ دشمنوں کو لگ جائے اور خطا نہ ہو ہمارے مقابلہ میں دو سو ٹینک اور دوسرے جنگی آلات و اسباب تھے ہم نے دشمن پر گولہ پھینکا تو اللہ کے فضل سے یہ واحد گولہ دشمن کے اسلحہ بردار ٹرک کو جا کے لگا۔ جس کے نتیجہ میں دشمن کے پچاس ٹینک اور دوسرے ٹرک و اسباب وغیرہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گئے اور دشمن پسپا ہو گئے اور ہمیں غنیمت میں بہت سامان و اسباب ہاتھ آ گیا۔ (الفاروق جہاد نمبر ۸۶)

مولانا ارسلان نے بتایا کہ ہم اکثر حملہ اور ہتھیاروں کے بارے

میں ان کی آمد سے قبل ہی باخبر ہو جاتے ہیں اور وہ اس طرح کہ پرندے ہمارے موچوں کے اوپر آکر چیخنا اور چلانا شروع کر دیتے ہیں تو جب ہم پرندوں کو چیختے ہوئے دیکھتے ہیں تو جنگی طیاروں کے حملہ سے نمٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ جنگ بدر میں گھوڑ سوار فرشتے مجاہدین کی مدد کو آئے تھے اس طرح افغان مجاہدین کا بھی اللہ تعالیٰ نے مدد کی مولانا ارسلان نے بتایا کہ ارگون کے مقام پہ روسیوں نے ہم پہ حملہ کیا اس معرکہ میں ہم نے ۵۰۰ کمیونسٹ فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ۸۳ قیدی ہمارے ہاتھ آئے ہم نے ان سے پوچھا کہ اس معرکہ میں تمہاری شکست کے کیا اسباب ہیں جبکہ تم ہمارے مجاہدین میں سوائے ایک کے کسی کو نہ مار سکے قیدیوں نے جواب دیا کہ تم لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر آتے تھے جب ہم تمہارے اوپر فائر کھولتے تو تم لوگ غائب ہو جاتے اور ہمارے سارے نشانے خطا ہو جاتے۔ (الفاروق جہاد نمبر ۸۶)

یہ چند واقعات مشتے نمونہ ضرور تھے اور افغان جہاد ایسی حکایات سے بھری پڑی ہے۔ ہمیں سوچنا ہے کہ کس حد تک ہمارے ذمہ ان کا مدد کرنا فرض ہے اور ان کے خلاف کرنے پر کیا ہم اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہیں دے رہے ہیں۔

ہجرت کی فضیلت قرآن میں

ہجرت کی فضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے اور اس کے بارے میں متعدد آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۸ میں مہاجرین کی ایک بہتر فضیلت کا ذکر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کے امیدوار ہیں۔

انّ الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیمٌ

ترجمہ: یعنی وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔

سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۰ میں مہاجرین کو کامیاب اور بامراد لوگ قرار دیئے گئے ارشاد ہے۔

انّ الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون۔

ترجمہ:۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد اختیار کیا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے درجہ میں ہیں اور یہی لوگ کامیاب بامراد ہیں۔

سورۃ نساء کی ایک آیت میں تو ہجرت کی راہ میں مرنے والوں کا اجر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ قرار دیا۔ ارشاد ہے۔

ومن یخرج من بیتہٖ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ۔

ترجمہ :- یعنی جو شخص اللہ اور رسول کے لئے اپنے گھر سے بہ نیت ہجرت نکل کھڑا ہوا پھر اس کو راستہ ہی میں موت آگئی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔

ان مذکورہ آیات میں مہاجرین کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار قرار دیئے گئے ان کے لئے بلند درجات ہیں اور ان کو کامیاب قرار دیا گیا۔ مہاجر کا اجر صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہی قرار پایا۔ یہ فضیلت تو قرآن پاک نے دی ہے دوسرے بہت سے احادیث میں ان کی بہتر فضیلت ثابت ہے۔

فضیلتِ مہاجرین

مہاجرین نے اپنا سب کچھ صرف رضائے الٰہی کے حصول اور شرعی ضابطے کے استحکام کے لئے قربان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دنیا میں یہ انعام فرمایا کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ساری زمین اپنی ہے جہاں بھی جانا اور بسنا چاہیں وہاں اللہ تعالیٰ امن اور خوشحالی نصیب فرمائے گا۔ اور انہیں فتح و نصرت دے گا۔ آخرت میں ان کے لئے بڑے درجات ہیں جیسا کہ بہت سے احادیث سے بھی یہ معلوم ہے۔

ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے میرے امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے؟ وہ غریب مہاجر ہوں گے جو قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آئیں گے اور دروازہ کھولیں گے تو جنت کا داروغہ انہیں کہے گا کیا تمہارا حساب ہو گیا ہے؟ تو جواب میں کہیں گے کس

وجہ سے ہمارا حساب کیا جائے دُنیا میں تو ہمارے تلوار اللہ کی راہ میں ہمارے کندوں پہ تھے یہاں تک کہ اس حال میں مر گئے تو اُن کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا تو وہ جنت میں دوسرے لوگوں سے چالیس سال قبل داخل ہوں گے۔

(کنز العمال ج۱۲ ص ۲۰)

ایک دوسرے حدیث میں ابوسعید سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مہاجرین کے لئے سونے کے ممبر (کرسیاں) ہوں گے اور وہ اس دِن کے خوف سے پُرامن رہیں گے۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۱)

ایک حدیث میں آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا:

یعنی ہجرت ان سب گناہوں کو ختم کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کئے ہوں۔

مہاجر کو ہجرت کی راہ میں جو تکالیف پیش آتی ہیں ان سب کا اجر مِل جاتا ہے اگر وہ دَوران ہجرت مر جائے تو جنت میں اُن کے لئے زیادہ حصہ ملنے کی فضیلت ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک آدمی وفات پاگیا جو کہ وہیں پیدا ہوا تھا تو حضور صلعم نے اس کا جنازہ پڑھایا تو فرمایا کاش کہ اگر پیدائشی شہر میں فوت نہ ہوتا تو صحابہ نے پوچھا یہ کیوں حضور؟ فرمایا کہ جب آدمی پیدائش جگہ کے علاوہ کہیں دوسری جگہ مر جائے۔ (یعنی حالتِ سفر میں) تو انہیں اپنی زائیدگی کی جگہ سے لے کر جہاں آخری قدم رکھا ہو تک

کی مسافت کی جگہ جنت میں دی جاتی ہے۔ ایک دوسرے حدیث میں ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلعم سے سُنا فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں وطن سے جدا ہو جائے یا قتل کیا جاوے یا اپنے گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا کسی چیز نے ڈس لیا یا اپنے بستر پر فوت ہوا خواہ جس طرح ہی اللہ کے حکم سے مرجائے تو یہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔

(ابوداؤد)

ایک حدیث میں یہ بھی ذکر آیا ہے کہ من فر بدینہ من ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجبت لہ الجنۃ وکان رفیق ابیہ ابراھیم ونبیہ محمد۔

جو کوئی اپنے مالوف وطن سے دوسرے وطن کی طرف دین کے سبب سے ہجرت کرے گا۔ اگرچہ ایک بالشت کی مسافت میں کیوں نہ ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی اور جنت میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلعم کے ساتھ رہیگا۔

فضیلتِ انصار

جو لوگ مہاجرین کا امداد کرتے ہیں انہیں انصار کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی بڑی منزلت ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پسند فرمایا ہے اُن کے فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں حتی کہ حضورؐ نے اُن کو اور اُن کے اولاد اور نواسوں

ہک کے لئے دعا فرمائی ہے جیسا کہ عمرو بن عوف سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے انصار پر اور انصار کے اولاد پر اور انصار کے اولادوں کے اولاد پر۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۴)

ایک دوسرے حدیث میں انصار کی فضیلت بیان کرتے ہوئے انصار کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت قرار دیا گیا ہے حضور صلعم نے فرمایا کہ بے شک اے انصار کے گروہ تم تو کسی کے طرف ہجرت نہیں کرتے لیکن لوگ تمہارے جانب ہجرت کرتے ہیں قسم ہے اس ذات پر جس کے ہاتھ میں محمد کی روح ہے جو کوئی آدمی انصار سے محبت کرتے ہوئے اس حال میں مرجائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اور جو کوئی انصار سے بغض کرتے ہوئے مرجائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اللہ اس سے بغض رکھتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۴)

دوسرے بہت سے احادیث میں انصار کی فضیلت ثابت ہے اور یہ سب کچھ اس سبب سے کہ انہوں نے مہاجرین کو امن و امداد دے کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو حاصل کیا بہت سے دوسرے احادیث میں خود حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ ہجرت تو میں انصار سے ہوتا۔

ایک حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلعم فرماتے ہیں کہ ہر کسی نے اپنے عمل کا بدلہ لیا ہے مگر صرف ان کو نہیں ملتا جو انصار ہوں کیونکہ ان کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۹)

قرآن پاک نے تو انصار کو حق مؤمن کہا ہے اور ان کے لئے مغفرت

اور عزت کی روزی کا اعلان فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم (الانفال ۷۴)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے پناہ دی اور مدد کی تو فی الحقیقت یہی مؤمن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

مذکورہ ایت میں مہاجر، مجاھد اور ان کو جگہ و امداد دینے والا انصاری کو ہی سچا مؤمن قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی کا وعدہ کیا گیا۔

جو لوگ مہاجرین کو بھائی سمجھ کر انہیں جگہ دے دیں اور اُن کی امداد کریں اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے اُن کے لئے بہتر انعامات کا وعدہ کیا ہے اور وہ بھی اس جہاد میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ برابر کے شریک ہیں خداوند تعالیٰ اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

انصار اور مہاجرین میں باہمی معاشرت واخوت

جس وطن کی طرف مہاجرین ہجرت کر کے آئیں تو وہاں کے رہنے والوں کا فرض ہے کہ انہیں خندہ پیشانی کے ساتھ جگہ دے کر ان کی مشکلات کا ازالہ کر دیں اور باہمی اخوت اور معاشرت کو قائم کر رکھیں جیسا کہ مدینہ منورہ میں جب مہاجرین کی آمد ہوئی تو وہاں کے

انصار نے ان کا ثنیہ کے دروازے پر پُرتپاک استقبال وخیر مقدم کرتے ہوئے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ مدینہ میں مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا جس کی مثال ملنا تاریخ میں مشکل ہے اور اس حد تک کہ اپنے مکانوں اور مالوں کے لئے مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور یہاں تک کہ انصاری کی دو بیبیاں تھیں اس نے ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کا نکاح کر دیا اور ان کی اس عظیم قربانی کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآن پاک میں یوں فرمایا۔ والذین تبوءو الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ (الحشر ۹)

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان مہاجروں کے آنے سے پہلے جاگزین تھے (اور) جو مہاجروں کے مابین ہجرت کر کے آتے ہیں ان سے یہ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور ان کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان پر (خود) فاقہ ہی ہو اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے۔ پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

محمد بن یوسف صالحی نے سبیل الرشاد میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عوف بن عمرو کی بستی سے منتقل ہو کر مدینہ تشریف لائے (تو آپ کے ساتھ) مہاجرین بھی منتقل ہو کر مدینہ آگئے ان مہاجرین کو مہمان رکھنے کے متعلق انصار کا باہم اختلاف ہو گیا تمام انصار نے چاہا کہ مہاجرین ان کے گھروں میں اُتریں آخر نوبت قرعہ اندازی تک پہنچی اور جس انصاری کا نام قرعہ میں نکل آیا۔۔ اپنے مہمان کو اپنے گھر لے گیا اس طرح مہاجرین انصار کے گھروں اور مالوں میں مقیم (شریک) ہو گئے بن نضیر کا مال غنیمت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آیا تو آپ نے ثابت

بن قیس بن شماس کو طلب فرمایا اور حکم دیا میرے پاس اپنی قوم والوں کو بلا لاؤ ثابت نے عرض کیا کیا خزرج کو ! فرمایا (نہیں بلکہ) تمام انصار کو حسب الحکم اس نے (تمام) اوس اور خزرج والوں کو بلا لیا (جب سب آ گئے تو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام شروع کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر انصار کا اور مہاجرین کے ساتھ انصار کے حسن سلوک کا اور اپنے مکانوں اور مالوں میں مہاجرین کو جگہ دینے کا اور مہاجرین کے لیے انصار کے ایثار کرنے کا ذکر کیا اس کے بعد فرمایا اللہ نے بن نضیر کا جو متروکہ مال مجھے عنایت فرمایا ہے اگر تم چاہو تو میں وہ متروکہ مال تم کو اور مہاجروں کو (برابر) تقسیم کر دوں اس صورت میں مہاجرین ان حالات پر قائم رہیں گے جن پر اب ہیں یعنی تمہارے گھروں اور تمہارے مالوں میں سکونت و شرکت اور اگر تم پسند کرو تو میں یہ مال انہی کو دے دوں (تم کو نہ دوں) اس صورت میں وہ تمہارے گھروں کو چھوڑ دیں گے اور چلے جائیں گے یہ تقریر سن کر حضرت سعد بن عبادہ رض اور حضرت سعد بن معاذ رض نے باہم مشورہ کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ مال مہاجرین کو ہی تقسیم کر دیں اور جیسے وہ اب ہمارے گھروں میں رہتے ہیں آئندہ بھی رہیں گے (دونوں سرداروں کا فیصلہ سن کر) انصار نے پکار کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس پر راضی ہیں ہم کو یہ منظور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ انصار پر رحمت (نازل) فرما اس کے بعد بنی نضیر کا جو متروکہ مال اللہ نے اپنے رسول کو عنایت فرمایا تھا وہ آپ نے تقسیم کر دیا صرف مہاجرین کو عطا فرمایا اور انصار میں سے سوائے دو محتاج آدمیوں کے اور کسی کو نہیں دیا۔ ایک سہل بن حنیف اور دوسرا ابو دجانہ البتہ سعد بن سعاد کو ابن ابی الحقیق کی تلوار عنایت کر اس تلوار کی بڑی شہرت تھی۔

مجاہد اور مہاجر کے لیے چھ رہنما اصول اور ضابطہ

یا ایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا

اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔

ترجمہ:۔ مسلمانو! جب (حملہ آوروں کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو لڑائی میں ثابت قدم رہو اور زیادہ سے زیادہ اللہ کو یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

باطل سے نبرد آزما ہونے والے کے لئے ہمیشہ اطاعت الٰہی و رسول اور اپنے رعب کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واطیعوا اللہ و رسولہ ولاتنا زعوا فتفشلو او تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصٰبرین (انفال)

ترجمہ:۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ایسا کرو گے تو تمہاری طاقت سست پڑ جائے گی اور ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور (جیسی کچھ بھی مشکلیں مصیبتیں پیش آئیں۔ تم) صبر کرو اللہ ان کا ساتھی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

فتح و کامرانی کا سرچشمہ یہ ہے کہ کافروں کا چلن اور طریقہ اختیار نہ کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا و رئاء الناس و یصدون عن سبیل اللہ واللہ بما تعملون محیط (الانفال)

ترجمہ:۔ اور (دیکھو) اُن لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے (لڑنے کے لئے) اتراتے ہوئے اور لوگوں کی نظروں میں نمائش کرتے ہوئے نکلے اور جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کی راہ سے (اس کے بندوں کو) روکتے ہیں اور (یاد رکھو) جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں اللہ (اپنے علم و قدرت سے) اس پر چھایا ہوا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے مذکورہ آیات کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان آیتوں میں چھ باتوں پر زور دیا گیا ہے کہ فتح و کامرانی کا اصلی سرچشمہ ہیں۔

(۱) ۔ ثابت قدم رہو کیونکہ میدان جنگ کی ساری کامیابی اسی کے لئے ہوتی ہے جو آخر تک ثابت قدم رہتا ہے۔

(۲)۔ بہت زیادہ اللہ کو یاد کرو کیونکہ جسم کا ثبات دل کے ثبات پر موقوف ہے اور دل اُسی کا مضبوط رہے گا جو اللہ پر کامل ایمان رکھتا ہے۔

(۳)۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور رسول کے بعد اپنے امام و سردار کی کیونکہ بغیر اطاعت (ڈسپلن) کے کوئی جماعت کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(۴)۔ باہمی نزاع سے بچو ورنہ سست پڑ جاؤ گے اور بات بگڑ جائے گی۔

(۵)۔ کتنی ہی مشکلیں پیش آئیں جھیلتے رہو بالآخر جیت اُسی کی ہے جو زیادہ جھیلنے والا ہوگا۔

(۶)۔ اور کافروں کا سا چلن اختیار نہ کرو جو ایمان و راستی کی جگہ گھمنڈ اور دکھاوے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ تمہارے کاموں کی بناء خدا پرستانہ عجز و اخلاص پر ہونی چاہیئے۔ (ترجمان القرآن سورۃ الانفال)

راستہ ہجرت میں حضورؐ کے قتل کا ناکام منصوبہ :۔ ہمارے پیغمبر محمد صلعم بھی مہاجر تھے۔ مشرکین مکہ کے سارے منصوبے ناکام ہوئے تو قتل کرنے کے ارادے پر اُتر آئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلعم کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہ مشرکین پھر بھی باز نہ آئے۔ اور مفسدہ پر اتر آئے ذیل میں ہم حضور صلعم کی ہجرت اور راستہ کی مشکلات و معجزات کا ذکر ضروری سمجھنا چاہتے ہیں۔ جب مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصوبۂ قتل میں ناکام ہوئے تو انہوں نے مکہ میں ایک اجلاس منعقد کر کے حضورؐ کے قتل سے متعلق ایک ایجنڈا پر بحث کی اور اس اجلاس میں اعلان کیا گیا کہ اگر کوئی محمدؐ اور اس کے ساتھی ابو بکر کو قتل یا گرفتار کر کے لائے تو اسے سونے سے لدے ہوئے سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے یہ سُن کر سراقہ اس کارنامے کے لئے تیار ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ اس اجلاس میں اس طرح بحث ہوئی۔

عقبہ ۔ دیکھا تم نے؟ اِس روز اسی جگہ علیؓ سو رہا تھا۔

امیہ ۔ ہاں! یہ بھی اس کی مصلحت اندیشی تھی۔

نضر۔ مگر ابوبکرؓ نظر نہیں آئے۔

ابوجہل ۔ میں تو خود اسی تلاش میں اس کے گھر تک گیا تھا میں نے دستک دی تو اس کی چھوٹی بیٹی اسماءؓ باہر آئی میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے اس نے جواب دیا۔ واللہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے بھی غصے میں آکر اس کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا اور آگیا۔

ابوسفیان ۔ ہم سردارانِ قریش کی جانب سے اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص بھی ابوبکرؓ اور محمدؐ کو قتل یا گرفتار کر کے لائے گا ہم اسے سو سرخ اونٹ انعام میں دیں گے۔

قبطی ۔ (ادھر سے گذرتا ہے) بھائیو! میں نے ساحل بحر پر چند سائے گذرتے دیکھے تھے میرے خیال میں وہ محمدؐ اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے۔

سراقہ ۔ یقیناً وہی تھے لیکن تم بتا سکتے ہو کہ ان کا رُخ کس سمت تھا؟

قبطی ۔ ہاں، ہاں، مدینہ کا۔

سراقہ ۔ (عزم سے اُٹھتے ہوئے) سردارانِ قریش! یہ کارنامہ میں انجام دوں گا (گھر جا کر) اے جاریہ! اری او جاریہ! اُٹھ ذرا میرا گھوڑا سجا دے اور تھوڑا سا سامان بھی ساتھ کر دے۔ "خود ہی اُٹھ کر جاتا ہے اور اپنا چمکدار خنجر نکال کر دیکھتا ہے پھر تیار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتا اور نکل جاتا ہے۔ اس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا چلا جا رہا ہے۔ (رسول اللہ صلعم کا قافلہ راستے میں ام معبد کے خیمے پر رکتا ہے)

عامر۔ یہ مقام رابع ہے۔

ابن اریقط ۔ ہاں! اسے یہی کہتے ہیں۔

ابوبکرؓ ۔ (پیچھے دیکھ کر) ارے یہ تو کوئی سوار ہمارے پیچھے سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا ہے (گھبرا کر) حضورؐ وہ تو قریب تر آتا جارہا ہے ۔ یارسول اللہ ۔

محمدؐ ۔ فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے ۔

ابن اریقط ۔ یہ سوار مسلح معلوم ہوتا ہے اس کی کمر میں آب دار خنجر چمک رہا ہے ۔

سُراقہ ۔ (خوش ہوتے ہوئے دل میں) بس اب کیا ہے یہ آگیا میں ......

محمدؐ ۔ (پلٹ کر ایک گہری نظر سراقہ پر ڈالتے ہیں) الٰہی ! ہمیں اس کے شر سے بچانا ......

ابن اریقط ۔ حضورؐ ! اس کا گھوڑا گر پڑا ۔

عامر ۔ نہیں بلکہ گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئی ہیں ۔

سُراقہ ۔ (چلا کر) میں سراقہ بن جعشم ہوں ۔ مجھے اتنی مہلت دو محمدؐ کہ میں بات کروں میں سمجھ گیا کہ تم نے میرے لئے بد دعا کی اور تم اب حفاظت الٰہی میں ہو یقین جانو میں تمہیں دھوکہ نہیں دوں گا ۔

محمدؐ ۔ اس سے پوچھو کیا چاہتا ہے ؟

ابوبکرؓ ۔ سراقہ تم کیا چاہتے ہو ۔ ؟

سراقہ ۔ جان کی امان ۔ واللہ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا میرے لئے دعا کر دیں میں تمہارے پیچھا کرنے والوں کو ادھر ہی سے لوٹا دوں گا ۔

محمدؐ ۔ دعا فرماتے ہیں ۔

سراقہ ۔ (اطمینان کا سانس لے کر) دراصل قریش نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو شخص آپ صلعم کو اور آپ صلعم کے ساتھی ابوبکر صدیق رضؓ کو قتل یا گرفتار کر کے ان کے سپرد کر دے گا اسے دہ سو سرخ اونٹ بطور انعام دیں گے ۔ مجھے یقین تھا کہ یہ گراں قدر انعام صرف میں ہی حاصل کر سکتا ہوں چنانچہ ایک مخبر کی خبر رسانی پر آپؐ

کا تعاقب کیا لیکن اب نادم ہوں اور مجھے ماننا پڑا کہ آپ لوگ زبردست حفاظت میں ہیں اور کوئی آپ صلعم کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ میں پیشن گوئی کرتا ہوں کہ ایک روز آپ صلعم غالب آ کر رہیں گے۔ اب آپؐ سے میری ایک گذارش اور ہے۔

محمدؐ۔ وہ بھی بتا دو۔

سراقہ۔ آپ مجھے تحریراً پروانہ خوشنودی و اماں دے دیں تاکہ وقت ضرورت میرے کام آئے۔

محمدؐ۔ ابوبکرؓ! اسے پروانۂ امن لکھ کر دے دو۔

ابوبکرؓ۔ امان لکھ کر سراقہ کی طرف پھینکتے ہیں۔

سراقہ۔ (پروانہ امن لے کر ترکش میں رکھتے ہوئے) میں اب واپس جا رہا ہوں اور جو شخص بھی تمہاری تلاش میں ادھر کا رخ کرتا نظر آئے گا اسے وہیں سے لوٹا دوں گا۔

محمدؐ۔ سراقہ اس روز تیری شان کیا ہوگی جب کسریٰ (ایران) کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔

سراقہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی سے واپس چلا گیا۔ الاستیعاب میں ہے کہ سراقہ کو واپس جاتا دیکھ کر حضورؐ نے یہی فرمایا تھا۔ سراقہ احد کے بعد مسلمان ہوا۔ اور عمر فاروقؓ کے عہد زریں میں جب مدائن ختم ہوا تو کسریٰ کا تاج شاہی اور مرصع زیورات امیر المومنین کے سامنے پیش کئے گئے۔ آپؓ نے سراقہ کو بلوایا اور کسریٰ کے کنگن اس کے ہاتھوں میں ڈال کر فرمایا۔ اللہ اکبر کیا شان ہے خدا کی۔ کسریٰ ایران کے کنگن ..... سراقہ اعراب (گنوار دیہاتی) کے ہاتھوں میں حضورؐ کی پیشن گوئی تھی۔

(ماخوذ از کتاب محمد رسول اللہ علیہ وسلم)

خیمہ ام معبد اور معجزہ

راہ ہجرت میں جب سراقہ کا منصوبہ ناکام ہوا اور اس کا گھوڑا گرنے سے سراقہ کا ارادہ تبدیل ہو کر حضورؐ سے معافی مانگ کر واپس روانہ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں ام معبد کے خیموں سے گذرنے لگے ابن اریقط نے انہیں بتا دیا کہ یہی خاتون ام معبد ہے جو مسافروں کی خبر گیری اور ضیافت میں مشہور تھیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ام معبد سے پوچھا کہ کھانے کی کوئی چیز ہے۔ ام معبد بولیں واللہ اگر کچھ ہوتا تو آپ کے کہنے سے پہلے پیش کر دیا جاتا جبکہ اس سال خشک سالی بھی تھی حضور صلعم نے ام معبد سے کہا یہ بکری کیسی کھڑی ہے ام معبد نے کہا کمزور ہے۔ ریوڑ کے ساتھ نہیں چل سکتی حضور صلعم نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد بولیں کہ اس میں دودھ نہیں حضور صلعم نے فرمایا کیا ہمیں اس کو دودھ لینے کی اجازت ہے۔ ام معبد نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں لے لیں حضور صلعم نے اپنے دست مبارک تھنوں پر پھیرے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور برتن لے کر بکری کو دوھ لیا اور ام معبد کو دیا کہ پی لو اس کے بعد دوسری بار دوہ کر ابو بکر اور ابن اریقط کو پلایا اور آخر میں دودھ کو خود ہی پی لیا اور جاتے وقت دوبارہ دودھ کر برتن کو دودھ سے بھر کر کے ام معبد کو دے کر روانہ ہوئے ابو معبد جب بکریاں چراتے ہوئے گھر واپس آیا اور دودھ سے بھرا برتن دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آگیا ام معبد بولیں یہ تو ایک مبارک شخص یہاں آیا اور پورا قصہ بیان کر کے کہا کہ یہ اس کی برکت ہے۔ ابو معبد نے کہا واللہ یہ تو وہی قریش کا شخص ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ ام معبد نے حضور صلعم کا حلیہ بیان کر کے کہا یہ وہی شخص ہیں اور میں ضرور اس سے ملوں گا۔

(زاد المعاد ج ۳ ص ۵۵)

ابو معبد بعد میں مکہ بھی آیا وہاں قریش کے سرداروں سے یہ واقعہ بیان کر کے

کہا کہ میں نے اپنے خیمے پر ایسے شخص کا معجزہ دیکھا ہے کیونکہ تم ان کی مخالفت کر کے ہجرت پر مجبور ہو گئے ہیں اور اس کے بارے میں چند اشعار بھی کہے ہیں۔

انصار کا حضور صلعم کی آمد کا انتظار واستقبال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب ہوتے چلے گئے اور وہاں مدینہ منورہ میں انصار برابر روزانہ صبح حرہ تک نکلتے اور حضورؐ کی آمد کا انتظار کرتے اور جب سورج کی تپش سخت ہو جاتی تو وہ اپنے گھروں کو لوٹتے۔ جب پیر کا دن بارہ ربیع الاول ہوا تو وہ اپنے عادت کے مطابق استقبال کے لئے نکلے اور دھوپ کی حرارت سخت ہونے پر لوٹنے لگے کہ دریں اثنا ایک یہودی کسی کام سے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھتا ہے اور اسے دور سے دو سوار آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مراب ان کے سائے کو اجاگر کر رہی ہیں۔ وہ پلٹ کر آواز دیتا ہے اے بنو قیلہ واپس آجاؤ وہ دیکھو آپ کے مہمان آ رہے ہیں۔ انصار یہودی کی اس آواز پر دوڑتے واپس آئے اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نبی رحمت میں لکھتے ہیں کہ تقریباً پانچ سو انصاریوں نے اس مبارک قافلہ کا استقبال کیا اور آخر میں ادب کے ساتھ عرض کیا حضور تشریف لے چلیں آپ ہر طرح مامون اور محفوظ ہیں اور آپ کی ہر بات میں اطاعت کی جائے گی۔ براء بن عازب جو اس وقت کم سن تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا حضور صلعم کی آمد سے لونڈیاں تک پکارتی پھر رہی تھیں کہ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ مسلمانوں نے آپ صلعم کی آمد آمد سے خوش ہو کر جوش ومسرت کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا کہ اس سے بڑھ کر ان کو کوئی مسرت نہ ہو سکتی تھی۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ مہاجرین کو پناہ دینے والے انصار کو اپنے مہاجرین کے ساتھ کس طرح برتاؤ رکھنا چاہیئے اور کس حد تک ان کے آنے سے مسرور ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ہر قدم پر مکہ سے ہجرت کرنے والوں کی خود رہنمائی فرمائی اور انہیں دنیا کے بلند اعزازوں سے نوازا۔

ایک انصاری کا ایمان افروز واقعہ

مدینہ منورہ میں جب مہاجرین کا ورود مسعود ہوا تو مہاجرین غریب تھے اور ان میں سے بعض کو کھانا بھی نہیں ملتا لیکن ان انصار نے اپنا کھانا مہاجرین کو دے کر خود کو خوراک سے محروم رکھا اس طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ بخاری نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (فاقہ کی) سخت تکلیف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کے گھر کسی کو بھیجا (کہ جو کچھ بھی موجود ہو لے آئے) لیکن کسی بی بی کے گھر کچھ نہیں ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی ہے جو آج رات اس کی مہمانی کرے (یعنی کھانا کھلا دے) اللہ کی رحمت اس پر فوراً فوراً ایک انصاری کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وسلم! میں اس کی ضیافت کروں گا چنانچہ مہمان کو یہ صاحب لے کر اپنے گھر پہنچے اور بی بی سے کہا یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اس سے بچا کر کوئی چیز نہ رکھنا۔ بی بی نے کہا خدا کی قسم! میرے پاس تو سوائے بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے۔ انصاری نے کہا جب بچے شام کا کھانا مانگیں تو حیلہ بہانہ کر کے انہیں سلا دینا اور پھر آکر چراغ بجھا دینا ہم (دونوں) آج رات بھوکے رہیں گے (اور بچوں کا کھانا مہمان کو کھلا دیں گے) بی بی نے ایسا ہی کیا دوسری روایت میں دیا ہے کہ بی بی نے کھانا تیار کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر چراغ کی بتی درست کرنے کے بہانے سے اٹھی اور

چراغ بجھا دیا اور مہمان کے ساتھ دونوں جھوٹ موٹ کھاتے میں شریک ہو گئے (مہمان پر ظاہر کرتے رہے کہ ہم کھانے میں شریک ہیں لیکن کھایا کچھ نہیں) دونوں رات بھر خالی پیٹ رہے صبح کو وہ انصاری خدمت گرامی میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ فلاں مرد اور فلاں عورت سے بہت خوش ہوا اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اور ان کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان پر (خود) فاقہ ہی ہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کی جو خدمت اور جو ایثار کیا ہے اس کی کسی دوسرے مذہب و اقوام میں مثال ملنا مشکل ہے۔

ایک مہاجر عورت کا ایمان افروز واقعہ

مکہ مکرمہ سے مہاجرین نے جو ہجرت کرنا شروع کی تو انہیں قریش کے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان میں عورتوں نے اپنا بڑا حصہ لیا اور قریش نے ان کی نقل و حرکت میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کر دیں اور سخت مصائب برداشت کئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا خود روایت کرتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ ہجرت کا پختہ عزم کر لیا تو سفر کے لئے اپنا اونٹ تیار کیا مجھ کو اس پر سوار کر دیا اور میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو میری گود میں دے دیا پھر اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لی اور روانہ ہوئے جب بنی المغیرہ کے کچھ لوگوں کی نظر ان پر پڑی تو وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہاری حد تک ٹھیک ہے تم اپنے آپ کو بچا کر جا رہے ہو ان بی بی کو ہم ہمرکابی کے لئے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ان کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے یہ دیکھ کر بنو عبد الاسد میں جو ابو سلمہ کے حمایتی تھے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم تم نے ان کو ہمارے بھائی سے چھین لیا ہے لیکن ہم اپنے لڑکے

کو اب ان کے پاس ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد دونوں میں میرے بچہ پر کشمکش شروع ہوگئی۔ اور دونوں اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے حتیٰ کہ اس کا ہاتھ اکھڑ گیا۔ بنو عبدالاسد اس کو چھین لینے میں کامیاب ہوگئے۔ اور میرے شوہر اور میں تینوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ میں ہر صبح کو باہر آتی اور "ابطح" میں بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی اس پر پورا ایک سال گذر گیا۔ ایک دن بنو المغیرہ ہی میں سے میرے چچازاد بھائیوں میں سے ایک بھائی کی مجھ پر نظر پڑی اور میری اس حالت کو دیکھ کر اسے رحم آیا اور اس نے بنو المغیرہ سے کہا کہ اس غریب کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے تم نے اس کو شوہر اور بیٹوں دونوں سے محروم کر دیا! وہ کہنے لگے اگر تمہارا دل چاہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ اس وقت بنو عبدالاسد نے میرا لڑکا مجھے واپس کیا۔ میں نے اپنا اونٹ تیار کیا۔ بچہ کو گود میں لیا اور مدینہ میں اپنے شوہر کی تلاش کے لیے چل کھڑی ہوئی۔ اس حالت میں کہ اللہ کا کوئی بندہ میرے ساتھ نہ تھا جب میں تنعیم تک پہونچی تو میری ملاقات عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو بنی عبدالدار میں سے تھے۔ وہ دیکھتے ہی بولے ابی امیہ کی لڑکی کہاں جارہی ہو انہوں نے کہا تمہارے ساتھ کوئی ہے! میں نے جواب دیا میرے ساتھ اللہ کے سوا اور اس بچہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ کہنے لگے خدا کی قسم تمہیں منزل پر پہونچنا آسان نہیں ہے۔ انھوں نے اونٹ کی نکیل اپنے ہاتھ میں لے لی اور مجھے لے کر آگے روانہ ہوئے۔ خدا کی قسم جن لوگوں سے اب تک میرا واسطہ پڑا ہے میں نے کسی کو بھی اتنا زیادہ شریف اور کریم النفس نہیں پایا جب کوئی منزل آتی اور رکنا پڑتا تو وہ اونٹ کو بٹھا کر علیحدہ ہٹ جاتے جب میں اتر آتی تو اونٹ کے پاس آکر سامان اتارتے پھر ایک درخت سے اس کو باندھتے پھر کسی درخت کے سایہ میں لیٹ جاتے جب شام ہوتی روانگی کا وقت آتا تو اٹھتے

اونٹ کو تیار کرتے سامان وغیرہ اس پر لادتے پھر وہاں سے کچھ دور ہٹ جاتے اور مجھ سے کہتے کہ بیٹھ جاؤ جب میں اچھی طرح بیٹھ جاتی تو آکر اس کی نکیل تھام لیتے اور اس طرح دوسری منزل تک پہونچتے اس طرح کرتے ہوتے انہوں نے مجھے مدینہ پہونچایا۔ جب ان کی نظر بنی عمرو بن عوف کے گاؤں "قبا" پر پڑی تو مجھ سے کہنے لگے کہ تمہارے شوہر اسی گاؤں میں ہیں (ابوسلمہ یہیں مقیم تھے) اب تم اللہ کا نام لے کر وہاں چلی جاؤ۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے رخصت کر دیا۔ اور مکہ کے لیئے روانہ ہو گئے وہ کہتی تھیں کہ اسلام میں کسی گھرانہ کو وہ تکالیف نہیں اٹھانی پڑیں جو ابوسلمہ کے گھر والوں نے اٹھائیں اور میں نے کسی شخص کو عثمان بن طلحہؓ سے زیادہ شریف اور باحوصلہ نہیں پایا۔

(ماخوذ از نبی رحمت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

مہاجرین اور انصار کے درمیان معاہدہ کی ضرورت

اسلام میں مہاجرین اور انصار کے درمیان تعلق کو بہتر بنانے اور قائم رکھنے کے لیئے عقد مواخات یعنی انصار و مہاجر دوستی کا معاہدہ اور تنظیم قائم کرنا ضروری ہے تاکہ اس سے دونوں کے درمیان واقع اختلافات و مسائل کا حل تلاش کیا جا سکے۔ اور اس طرح مہاجرین کے اقتصادی و معاشی مسائل کا حل بھی پیدا کیا جائے اس معاہدہ میں انصار و مہاجرین کے آپس کے تعلقات، ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ سے برتاؤ کے لیئے باقاعدہ قواعد و ضوابط ہوں، جس شہر میں مہاجرین کا قیام ہو اس کے تحفظ کے لیئے کچھ عملی اقدامات ہوں، انصار اور مہاجرین کے درمیان اختلاف پیدا کرنے والے گروہ منافقین کی سازش سے بچاؤ کے لیئے مشترکہ جدوجہد ہو ان سب کی اہمیت واضح ہے اور اس کے لیئے ایک معاہدہ اور تنظیم کا ہونا اشد ضروری ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب وہاں انصار اور مہاجرین کا مشترکہ قیام

ہوا تو ایک اور حضرت اسد بن مالک کے مکان میں نوے مسلمان جمع تھے، جن میں نصف مہاجر تھے اور نصف انصار۔ آپ نے دو دو اشخاص کے درمیان سے مواخات کر دیا جس میں زیادہ یہ صورت تھی کہ ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے، لیکن ایسا بھی ہوا کہ بعض مہاجر کا مہاجر سے اور بعض انصاری کا انصاری سے مواخات ہوا اور یہ مواخات اتنا قوی تھا کہ غزوہ بدر سے پہلے عقد مواخات کی بنا پر وراثت جاری ہوتا تھا۔ اور ذوی الارحام کو میراث نہیں ملتی تھی۔ جب **اولوا الارحام بعضهم اولی ببعض** آیت نازل ہوئی تو ذوی الارحام کو حصہ ملنے لگا اور عقد مواخات کی میراث موقوف ہوئی اور اس کے بعد ایک بسیط تحریر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائی جسے میثاق مدینہ کا نام دیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے پہلے سال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں یہ ضرورتیں محسوس کیں۔

۱۔ اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا تعین۔

۲۔ مہاجرین کے توطن کا بند و بست۔

۳۔ مدینہ کے غیر مسلموں خاص کر یہودیوں سے سمجھوتہ۔

۴۔ مدینہ کی سیاسی تنظیم اور فوجی مدافعت کا اہتمام

۵۔ قریش سے مہاجرین کو پہنچے ہوئے جانی و مالی نقصانات کا بدلہ لینا۔

ان تقاضوں کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاہدہ مرتب فرمایا جسے اہل مدینہ نے تسلیم کیا۔ یہ معاہدہ طرفین کی رفاہت اور حقوق کی نگہبانی کے اعتبار سے تاریخ کا اہم ترین باب ہے۔ پروفیسر محمد صدیق قریشی نے اپنی کتاب "رسول اکرم کی سیاست خارجیہ" میں ان دفعات کو ذیل کی ترتیب سے پیش کیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ یہ دستاویز محمد صلعم کی طرف سے ہے جو نبی ہیں، مہاجرین اور اہل یثرب

میں سے مسلمانوں اور ان لوگوں کے مابین جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیں دوسرے تمام لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت ہوگی۔

۲۔ قریش کے مہاجر قبل اسلام کے دستور کے مطابق خون بہا ادا کریں گے اور اپنے اسیروں کا جزیہ ادا کریں گے تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۳۔ اور بنی عوف اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے اسیروں کو خود فدیہ دے کر چھوڑے گا تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۴۔ اور بنی حارث اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے اسیروں کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۵۔ اور بنی ساعدہ اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ خود اپنے قیدی کا فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۶۔ اور بنی جشم اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی کا خود فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۷۔ اور بنی نجار اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی کا خود فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۸۔ اور بنی عمرو بن عوف اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے،

اور ہر گروہ اپنے قیدی کا خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۹۔ بنی النبیت اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی کا خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۱۰۔ اور اوس اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۱۱۔ اور ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد دیئے بغیر نہ چھوڑیں گے تاکہ اس کا فدیہ یا خون بہا بخوبی ادا ہو سکے۔

۱۲۔ اور کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی اجازت کے بغیر اس کے مولا سے معاہدہ نہیں کرے گا۔

۱۳۔ اور متقی ایماندار ہر اس شخص کی مخالفت پر کمر بستہ رہیں گے جو ان میں سے سرکشی کرے یا استحصال بالجبر ہونا چاہیئے یا گناہ یا ذیادتی کا مرتکب ہو یا ایماندار لوگوں میں فساد پھیلائے ان سب کے ہاتھ ایسے شخص کی مخالفت پر ایک ساتھ اٹھیں گے، خواہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴۔ اور کوئی ایمان دار کسی ایمان دار کو کافر کی خاطر قتل نہ کرے گا اور نہ کسی ایماندار کے خلاف کافر کو مدد دے گا۔

۱۵۔ اور خدا کا ذمہ ایک ہی ہے۔ مسلمانوں میں سے ادنیٰ فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا اور ایمان والے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں باہم بھائی بھائی ہیں۔

۱۶۔ اور یہودیوں میں سے جو ہمارا اتباع کرے گا تو اُسے امداد و مساوات حاصل ہوگی نہ اُن پر ظلم ہوگا اور نہ اُن کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷۔ اور ایمان والوں کی صلح ایک ہی ہوگی اللہ کی راہ میں لڑائی ہو تو کوئی ایمان والا دوسرے ایمان والے کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا جب تک یہ صلح سب کے لئے برابر نہ ہو۔

۱۸۔ اور وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ جنگ کریں گے ایک دوسرے کے پیچھے ہوں۔

۱۹۔ اور ایمان والے اس چیز کا انتقام لیں گے جو خدا کی راہ میں اُن کے خون کو پہنچے۔

۲۰۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں متقی ایمان والے سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستہ پر ہیں۔

۲۱۔ اور کوئی مشرک قریش کے مال اور جان کو پناہ نہ دے گا اور نہ اس سلسلے میں کسی مومن کے آڑے آئے گا۔

۲۲۔ اور جو شخص کسی مومن کو ناحق قتل کرے گا اور اس کا ثبوت مہیا ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا بجز اس صورت کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے۔ اور تمام ایمان والے اس کی تعمیل کے لئے اٹھیں گے اور اس کے سوا اُن کے لئے کوئی صورت جائز نہ ہوگی۔

۲۳۔ اور کسی ایمان والے کے لئے جو اس دستاویز کے مندرجات کا اقرار کر چکا اور خدا اور یوم آخرت پر ایمان لا چکا ہو یہ بات جائز نہ ہوگی کہ کسی قاتل کو مدد یا پناہ دے اور جو اسے مدد یا پناہ دے گا تو قیامت کے دن خدا کی لعنت غضب کا مستوجب ٹھہرے گا۔ اور اس سے کوئی فدیہ یا معاوضہ قبول

نہ کیا جائے گا۔

۲۴۔ اور جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ اور محمد صلعم کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۲۵۔ اور یہودی اُس وقت مومنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

۲۶۔ اور بنی عوف کے یہودی مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت (امت) تسلیم کئے جاتے ہیں یہودی اپنے دین پر رہیں اور مسلمان اپنے دین پر خواہ موالی ہو یا اصل۔ البتہ جو لوگ ظلم اور عہد شکنی کے مرتکب ہوں گے وہ اپنی ذات یا گھرانے کے سوا کسی کو ہلاکت و فساد میں نہیں ڈالیں گے۔

۲۷۔ اور بنی نجار کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۸۔ اور بنی حارث کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۹۔ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۰۔ اور بنی جشم کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۱۔ اور بنی اوس کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۲۔ اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔ البتہ جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے گا تو اس کی ذات یا

گھرانے کے سوا کوئی مبتلائے ہلاکت و فساد نہ ہوگا۔

۳۳۔ اور جفنہ جو بنی ثعلبہ کی شاخ ہے اُسے بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۴۔ اور شیطبہ کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور وفا شعاری ہو نہ کہ عہد شکنی

۳۵۔ اور ثعلبہ کے موالی کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۶۔ اور یہودیوں کے قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۷۔ اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد صلعم کی اجازت کے بغیر جنگ کے لئے نہ نکلے گا۔

۳۸۔ اور زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی جو کوئی خونریزی نہ کرے تو اس کی ذمہ داری اس کے گھرانے پر ہوگی بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستاویز کی زیادہ سے زیادہ وفا شعارانہ تعمیل کرے۔

۳۹۔ یہودی اپنے خرچ کے ذمہ دار ہوں گے اور مسلمان اپنے خرچ کے۔

۴۰۔ اور جو کوئی اس صحیفہ کو قبول کرنے پر اُن سے جنگ کرے تو یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور ان میں باہم حسن مشورہ اور بہی خواہی ہوگی۔ وفا ان کا شیوہ ہوگا نہ کہ عہد شکنی۔

۴۱۔ کوئی شخص اپنے حلیف کی بد عملی کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے گا۔ اور مظلوم کو بہر حال مدد دی جائے گی۔

۴۲۔ جنگ میں یہودیوں پر ان کے خرچ کا بار ہوگا اور مسلمانوں پر ان کے خرچ کا۔

۴۳۔ یثرب کا میدان اس نوشتے کے ماننے والوں کے نزدیک مقدس ومحترم ہوگا۔

۴۴۔ پناہ گزین سے ویسا ہی برتاؤ ہوگا جیسا کہ پناہ دہندہ سے ہو رہا ہو۔
نہ اُسے کوئی نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ وہ خود عہد شکنی کرے گا۔

۴۵۔ کسی عورت کو اس کے کنبے والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی۔

۴۶۔ اس نوشتے کو قبول کرنے والوں کے درمیان کوئی نیا معاملہ یا جھگڑا پیدا
ہو جس پر فساد رونما ہونے کا ڈر ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم
سے رجوع کیا جائے گا اور نوشتے میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کو اس پر زیادہ سے
زیادہ احتیاط اور وفا شعاری پسند ہے۔

۴۷۔ اور قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ اُس شخص کو جو اُن کا معاون ہو۔

۴۸۔ اور اگر کوئی یثرب پر حملہ آور ہو تو یہودیوں اور مسلمانوں پر ایک دوسرے
کی امداد اور نصرت لازم ہوگی۔

۴۹۔ اور اگر ان کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں اور اس میں شریک
رہیں گے اس طرح جب وہ کسی کو صلح کے لئے بلائیں گے تو اُسے قبول کریں گے
اور مسلمانوں پر بھی قبول کر لینا لازم ہوگا۔ بجز اس صورت کے کہ کوئی دینی جنگ کرے

۵۰۔ ہر شخص کے حصے میں اس کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہوگا۔

۵۱۔ اور آوس کے یہودیوں کو موالی ہوں کہ اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو
اس دستاویز کے ماننے والوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی اس دستاویز والوں کے
ساتھ خالص وفا شعاری کا برتاؤ کریں گے اور وفا شعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی جو
جیسا کرے گا ویسا خود ہی بھرے گا اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستاویز
کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ صداقت اور زیادہ سے زیادہ وفاداری
کے ساتھ تعمیل کرے گا۔

۲۵۔ یہ نوشتہ کسی ظالم یا عہد شکن کے آڑے نہ آئے گا اور جو شخص جنگ کے لئے نکلے وہ بھی اور جو شخص گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی امن کا مستحق ہوگا صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جو ظلم عہد شکنی کے مرتکب ہوں گے۔

۵۳۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کا حامی ہے جو عہد و اقرار میں وفا شعار اور پرہیزگار رہے اور اللہ کے رسول محمد صلعم بھی اس کے حامی ہیں۔

(بحوالہ رسول اکرم صلعم کی سیاست خارجہ ص ۲۴۱)

ہجرت میں نابیناؤں کا حصہ

ہجرت میں نابیناؤں نے بھی حصہ لیا ہے اور تاریخ میں ان کی شجاعت و ہمت کے واقعات محفوظ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں جو لوگ رہ گئے تھے ان میں سب سے آخر میں حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ نے ہجرت کی یہ نابینا ہو چکے تھے جب انہوں نے ہجرت کی پختہ تیاری کر لی تو ان کی بیوی جو حرب بن امیہ کی بیٹی تھی اس کو یہ بات ناگوار گذری اس کی مرضی تھی کہ مدینہ کے علاوہ کہیں اور ہجرت کریں لیکن انہوں نے اپنے اہل و مال سمیت قریش سے چھپ کر حضورؐ ہی کے پاس مدینہ کو ہجرت کی ان کی ہجرت کو جانے کے بعد ابوسفیان بن حرب نے ان کا مکان جو مکہ میں تھا بیچ ڈالا اس کے بعد ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب اور حویطب بن عبدالعزیٰ کا اس مکان پر سے گذر ہوا جس میں سڑا ہوا سامان اور کھالیں تھیں دیکھ کر عتبہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مثال کے طور پر شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

وکل دار و ان طالت سلامتھا   یوماً ستدرکھا النکباء و الحوب

ترجمہ:۔ ہر مکان اگرچہ ایک مدت تک آباد رہا ہو ایک نہ ایک دن اس پر

ویرانی آتی ہے اور ہوا کے جھکڑ چلتے ہیں ۔ مولانا محمد یوسف صاحب نے حیاۃ الصحابہ میں اس صحابی کا نام عبد بن جحش، کنیت ابو احمد کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ مذکور، روایت میں ابو احمد کی جگہ عبداللہ کتاب کی غلطی ہے۔ صحیح عبد بن جحش ہے یہی نابینا تھے نہ عبداللہ بن جحش۔ انہوں نے اپنی ہجرت کے بارے میں یہ اشعار کہے تھے۔

ولما رأتنی ام احمد غادیا	بذمۃ من اخشی بغیب وارھب
تقول افاما کنت لابد فاعلا	فیمم بنا البلدان ولننأ یثرب
فقلت لھا ما یثرب بمظنۃ	وما یشاء الرحمٰن فالعبد یرکب
الی اللہ وجھی والرسول ومن یقیم	الی اللہ یوما وجھہ لا یخیب
فکم قد ترکنا من حمیم مناصح	ونا صحۃ تبکی بدمع وتندب
تری ان وترا نأیا عن بلادنا	ونحن نری ان الرغائب نطلب
تمت بارحام الیھم قریبۃ	ولا قرب بالارحام اذلا تقرب
فای ابن اخت بعدنا یأمننکم	وآیۃ صھری بعد صھری یرقب
ستعلم یوما اینا اذ تزایلوا	وذیل امرا لناس للحق اصوب

ترجمہ: ۱۔ جب (میری بیوی) ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسہ پر جس سے میں پوشیدگی میں بھی ڈرتا ہوں میں نے سفر کا ارادہ کیا ہے۔

۲۔ کہنے لگی اگر تمہیں یہ کام کرنا ہی ہے اور تمہارے لئے سفر ضروری ہے تو ہم لوگوں کو لے کر اور شہروں کا ارادہ کرو اور یثرب (مدینہ) نہ جاؤ۔

۳۔ میں نے اس سے کہا، یثرب کوئی بری جگہ نہیں ہے اور جو اللہ نے چاہا بندہ وہی کرتا ہے۔

۴۔ اللہ اور اس کے رسول ؐ کی طرف میرا ارادہ ہے اور جو ایک دن بھی اللہ کے لئے

اٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ رسوا نہیں کیا جاتا۔

۵۔ ہم نے کتنے ہی نصیحت کرنے والے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا اور سمجھانے والی کو چھوڑ دیا جو آنسو بہا رہی تھی اور واویلا کر رہی تھی۔

۶۔ تو خیال کرتی ہو گی کہ ہم تنہا اپنے سفر سے جدا ہو رہے ہیں اور ہم خیال کر رہے ہیں کہ ہم مرضیات الٰہی کو طلب کر رہے ہیں۔

۷۔ ہم ان کی رشتہ داریوں سے رشتہ داری کو قرب کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں جب اس میں میل جول نہ ہو تو رشتہ داری کیا رشتہ داری ہے۔

۸۔ ہمارے بعد کونسی بہن کا بیٹا تمہیں پناہ دے گا اور کون سا داماد میری دامادی کے بعد تم پر رحم کھائے گا۔ اور تمہاری حفاظت کرے گا۔

۹۔ عنقریب ایک دن جان لیں گے کہ ہم میں سے کون حق اور صواب پر تھا اور جب تمام لوگوں کو تمیز دے دی جائے گی (یعنی بروز قیامت)

(حیاۃ الصحابہ حصہ دوم ص ۳۸۲)

بچوں کا ہجرت میں حصہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ؐ کی خدمت میں سنہ ۵ھ میں حاضر ہوئے ہم لوگ غزوہ احزاب کے سال قریش کے ساتھ نکلے تھے میں اپنے بھائی فضل رضؓ کے ساتھ تھا اور ہمارے ساتھ ہمارے غلام ابو رافع ؓ تھے ابھی ہم سرج تک پہنچے تھے کہ راستے میں ہمارے سوار راستہ بھول گئے جثجثہ کے راستے سے ہو کر ہم لوگ بنی عمرو بن عوف میں پہنچے اور مدینہ داخل ہو گئے، ہم لوگوں نے حضور ؐ کو خندق پر پایا اور میری اس وقت آٹھ سال کی عمر تھی اور میرے بھائی کی تیرہ سال کی۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ دوم ص ۳۹۵)

ایک کامیاب مہاجر بیوپار

تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھرپور ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ہجرت اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی قبولیت کی بشارت بھی دی۔ جب صہیب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ایک حقیر سائل اور مفلس کی حیثیت سے ہمارے پاس آئے تھے ہمارے یہاں رہ کر تم اتنے دولت مند بن گئے اور یہ حیثیت تم نے حاصل کر لی اب تم چاہتے ہو کہ اپنے سارے سامان اور مال وجان کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا صہیبؓ نے ان سے کہا اگر میں یہ مال واسباب تمہارے حوالے کر دوں تو کیا تم مجھے جانے دو گے؟ انہوں نے کہا ہاں صہیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں یہ سارا مال تمہیں دیتا ہوں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ صلعم نے فرمایا کہ ربح صہیبؓ ربح صہیبؓ صہیب نفع میں رہے صہیب نفع میں رہے۔ (رنبی رحمت)۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت آپ کے استقبال کے لئے حرہ تک آئی اور مبارکبادیاں دیں کہ آپ نے بڑا اچھا بیوپار کیا بڑے نفع کی تجارت کی۔ آپ یہ سن کر فرمانے لگے خدا تعالیٰ آپ کی تجارتوں کو بھی نقصان والی نہ کرے۔ آخر بتلاؤ تو یہ مبارکبادیاں کیا ہیں ان بزرگوں نے فرمایا آپ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله

والله رءوف بالعباد۔ (بقرہ آیت ۲۰۷)

ترجمہ :۔ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان

تک پہنچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

مہاجر دارالحرب فقراء میں سے ہے

مہاجر نے جو اپنے دین کے لئے مال و وطن کو قربان کر دیا ہے اور بے سروسامانی کے عالم میں ہے اس کی امداد انصار کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اس اسلامی بھائی کی مشکلات کو حل کر دیں۔ وہ مہاجر جو اپنے وطن دارالحرب میں مالدار تھا لیکن ہجرت کر کے کافر اس کے مال پر قابض ہو گئے وہ فقراء میں سے ہیں اور انصار پر ان کا باقاعدہ حق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (الحشر)

ترجمہ:۔ اور ان حاجت مندوں کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور (جبراً) اپنے مالوں سے (جدا کر دیئے گئے) وہ اللہ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔

الذین اخرجوا سے وہ لوگ مراد ہیں جو مکہ کے کافروں نے ان کو اپنے گھروں سے نکال دیئے تھے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا تھا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان مہاجر اپنا جو مال چھوڑ آئے تھے اور کفار مکہ نے اس پر قبضہ کر لیا تھا وہ مال کافروں کا ہی ہو گیا۔ کفار اس کے مالک ہو گئے کیونکہ اللہ نے ایسے مہاجروں کو فقراء فرمایا ہے اور فقیر اسی کو کہتے ہیں جس کی ملکیت میں کچھ نہ ہو۔ اس شخص کو فقیر نہیں کہا جاتا جس کی ملکیت میں مال تو ہو مگر اس کے قبضہ میں نہ ہو اور وہ ایسے مقام پر چلا گیا ہو کہ اپنے مال تک اس کی رسائی نہ ہو سکتی ہو بلکہ ایسے شخص کو خصوصیت کے

ساتھ ابن السبیل (راہ گیر مسافر) کہا جاتا ہے اس لئے آیت صدقات میں ابن السبیل کو فقراء پر عطف کیا گیا ہے۔ اِس بناء پر امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے فرمایا ہے کہ کافر اگر مسلمانوں کے مال پر قابض ہوجائیں تو شرعاً ان کو مالک قرار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے کفار کے مالک ہونے کی یہ شرط لگائی کہ دارالکفر میں کفار مسلمانوں کے مال پر منفرداً قابض ہوجائیں امام مالک کے نزدیک انتقال ملکیت کے لئے کافروں کا مسلمانوں کے مال پر صرف تسلط و غلبہ ہوجانا کافی ہے۔

مذکورہ آیت اولٰئک ھم الصدقون یعنی مومن ہونیکے دعویٰ میں وہ سچے ہیں بعض شیعہ کہتے ہیں کہ فقراء مہاجرین جن کو گھر بار چھوڑ کر نکلنا پڑا وہ مومن نہیں تھے منافق تھے۔ مومن ہونے کے دعوے میں جھوٹے تھے۔ آیت مذکورہ کی صراحت شیعہ کے مقولہ کے خلاف ہے اس لئے ایسا کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ مہاجر تھے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گھر بار مال و متاع اور کنبہ قبیلہ کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے اور راہ اسلام میں ان کو کتنی ہی شدائد برداشت کرنی پڑیں مگر انہوں نے اسلام کو اختیار کیا بعض آدمیوں کی تکلیفیں اس حد تک بڑھ گئی تھیں کہ انتہائی بھوک کی وجہ سے وہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے تاکہ کمر سیدھی ہی رہ سکے بعض آدمیوں کے پاس سردی سے بچنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا اس لئے وہ زمین میں گڑھے کھود کر ان میں پناہ لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں وہ لوگ راہ خدا میں شہید ہونے کے مشتاق تھے۔

بغوی نے معالم اور شرح السنۃ میں امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید

کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے ذریعے سے دعائے کشائش کیا کرتے تھے۔ اس سے ان مہاجرین کی فضیلت بھی واضح ہو جاتی ہے اور ان کے لئے ازالہ فقر کے لئے حصص مقرر کرنا بھی معلوم ہے۔ (ماخوذ تفسیر مظہری جلد ۱۱ ص ۳۹۳)

دارالہجرۃ میں مہاجرین کے زرعی حقوق

اسلام نے زراعت پر صرف انصار کا حق قائم نہیں فرمایا بلکہ زرعی اراضی سے مہاجرین کو بھی نفع حاصل کرنے کا موقع دیا ہے ابن المنذر نے حضرت یزید بن اصم کی روایت سے بیان کیا کہ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان زمین آدھی آدھی بانٹ دیجیئے زمین سے مراد وہ زمین تھی جو انصار کی تھی اور اس میں سے اچھی زمین وہ مہاجرین کو دینا چاہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زمین تو تمہاری ہے (زمین کی ملکیت میں شرکت نہیں ہوگی) البتہ تم ان کی طرف سے محنت کا بار اٹھاؤ اور پیداوار کی تقسیم کر لو (آدھی پیداوار ان کو دے دو) انصار نے کہا ہم اس پر راضی ہیں اور اس پر ذیل آیت نازل ہوئی۔ والذین تبوّؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و لا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا و یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دارالاسلام (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان مہاجروں کے آنے سے پہلے جاگزین تھے (اور) مہاجرین کے پاس ہجرت کرکے آتے ہیں ان سے یہ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے

پڑے گا۔ (یعنی تمہاری حق تلفی کی جائے گی اور مہاجرین کو تم پر ترجیح دی جائے گی مگر تم صبر کرنا۔

درحقیقت مدینہ منورہ کے مہاجرین جو بعد میں مالدار ہوئے وہ ان انصار ہی کی معونت اور عطا کردہ جاگیروں کی وجہ سے اس قابل ہوئے کہ مالی حیثیت میں انصار کے برابر ہوئے۔ امام ابویوسف نے لکھا ہے مجھ سے محمد بن عمرو بن علقمہ نے بحوالہ ابوسلم بن عبدالرحمٰن بن عوف حضرت ابوھریرہؓ کا بیان قلمبند کیا ہے۔ اس روایت میں کہا ہے کہ مہاجرین کا پانچ پانچ ہزار اور انصار کا تین تین ہزار اور امہات المومنین کا بارہ بارہ وظیفہ مقرر کیا۔ (تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۴۰۸) یہ وظائف امیرالمومنین عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں مقرر کئے تھے اور انصار کے مقابلہ میں مہاجرین کے وظائف زیادہ تھے۔

اس سے ان لوگوں کی زبان بندی ہو جاتی ہے جو آج کل مہاجرین کی اقتصادی بہتری پر حسدانہ تنقید کرتے ہیں۔ مہاجر تو ان کے بھائی ہیں تو کیوں نہ ان کی خود مدد کریں اور کیوں نہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی مالی ترقی پر مسرور ہوں اور آج کل تو انہیں مستقل جاگیریں خریدنے پر پابندی لگادی گئی ہے جو شریعت کے سراسر خلاف ہے۔

افغان مہاجرین ایک ضروری وضاحت

کتاب کے اختتام میں ہم یہاں مقیم افغان مہاجرین کے مسئلہ پر بحث کو ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ کہ افغان مہاجر آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں وہ صرف اسلام ہی کے لئے ہے اور اس سے نہ صرف افغانستان کی آزادی ہوگی بلکہ پاکستان اور ہندوستان تک کے مسلمانوں کی دفاع ہوگی۔ جب ملک میں مہاجرین ہوں ان

اس سے یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور ان کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان پر (خود) فاقہ ہی ہو اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

بخاری نے حضرت ابو ھریرہ رضؓ کی روایت سے حدیث مذکورہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے۔ انصار نے درخواست کی کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت بانٹ دیجیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (بلکہ) تم ہماری جگہ محنت کرو اور ہم پھلوں میں تم کو (برابر کا) شریک بنالیں گے انصار نے کہا بسر و چشم۔ (تفسیر مظہری جلد ۱۱ ص ۳۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا سارا متروکہ مال مہاجرین کو تقسیم کر دیا تھا اور سوائے تین انصاریوں (سہل بن حنیف، ابو دجانہ اور تیسرے سعد بن معاذ) اور وہ بھی ابن ابی الحقیق کی مشہور تلوار) باقی سارا مال مہاجرین کو عطا فرمایا۔

مہاجرین کے لئے جاگیریں

انصار نے اکثر اپنے حقوق پر مہاجرین کے حق کو مقدم رکھا اور اپنے مال و دولت میں ان کو شریک بنایا حتی کہ اپنے حصہ کی جاگیریں بھی مہاجرین کے لئے وقف کر دیں۔ بخاری نے حضرت انس بن مالک کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین میں جاگیریں عطا فرمانے کے لئے انصار کو طلب فرمایا۔ انصار نے عرض کیا ہمارے بھائی مہاجرین کے لئے بھی جاگیریں کٹوالیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب تم اتنا ایثار کر رہے ہو) کہ بغیر مہاجرین کی جاگیریں نہیں لینا چاہتے) تو مجھ سے (قیامت کے دن) ملاقات کرنے کے وقت تک صبر رکھنا کیونکہ اس کا اثر میرے بعد تم پر

نظام سے واقف نہیں یا پھر وہ لوگ اس کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں جو بدنیتی کے ساتھ روسی لائن کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں، پاکستان میں داخل ہونے والے ہر مہاجر کی رجسٹریشن سے پہلے اس کا پس منظر معلوم کیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے سات رجسٹرڈ پارٹیوں میں سے کسی ایک کو اس شخص کی ضمانت دینا ہوتی ہے چونکہ افغانستان ایک قبائلی معاشرہ ہے اس لئے اس کے قبیلے اور گاؤں کے حوالے ہر شخص کا ماضی معلوم کیا جاسکتا ہے اس لئے کسی تخریب کار کے خیمہ بستی تک پہنچنے کا امکان بہت کم ہے، پھر ان کیمپوں کا دہرا نظام ان کے تحفظ کی ضمانت ہے جہاں بیک وقت افغان کارکن اور پاکستانی ملازمین صورت حال پر نگاہ رکھتے ہیں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ افغانستان کی حکمران پارٹی اپنی مقبولیت کی .... پر چالیس ہزار ارکان رکھتی تھی، پارٹی سے عوام کی بیزاری، اس کے سیاہ ریکارڈ باہمی اختلافات، فرار اور جنگوں میں ہلاکت کے بعد محتاط ترین اندازوں کے مطابق اس کے حقیقی وفاداری کی تعداد اب سات ہزار سے زیادہ نہیں رہی، یہی وجہ ہے کہ نظم ونسق چلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ روسیوں کی ضرورت پڑ رہی ہے ایسے میں جبکہ کابل انتظامیہ کے پاس ملک کا نظام چلانے کے لئے افراد موجود نہیں، تخریب کار کہاں سے آئیں گے، افغان کارکنوں کا حال تو یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو جہاز سپرد کیا جائے تو وہ جہاز لے کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، وہ ٹینک لے کر پاکستان کی سرحد پار کر جاتا ہے اور جب بھی موقع ملتا ہے وہ بہتر اسلحہ میں سے کوئی چیز لے کر مجاہدوں سے جا ملتا ہے، اس کے باوجود اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ افغان مہاجرین میں تخریب کار موجود ہیں تو یہ لوگ سات سال سے کیا کر رہے ہیں، کیا وہ یہاں محض موجود رہنے کی تنخواہ لیتے ہیں؟

کے خلاف دشمن قوتوں کا پروپیگنڈہ تو فطری بات ہے بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کی ۱۴ دسمبر ۱۹۸۶ء کے شائع شدہ ایک مضمون کا کچھ حصہ حقائق کو جاننے کے لیے پیش کر رہے ہیں جس سے جملہ صورت حال واضح طور پر سامنے آجاتی ہے۔

"مہاجرین پر طرح طرح کے الزامات تراشے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ دنیا بھر میں مہاجرین کے حالات سے واقف ہیں وہ افغان مہاجروں کی تنظیم، شائستگی اور صبر و قناعت پر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں مشرق بعید سے لے کر امریکہ تک جہاں کہیں مہاجرین پھیلے ہوئے ہیں وہ مقامی آبادی سے تصادموں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان میں بڑی پیمانے پر طوائفیں اور بھکاری جنم لیتے ہیں اور نہ ختم ہونے والے جرائم راہ پا لیتے ہیں۔ جدید دنیا کی جنگوں میں افغانستان کی جنگ وہ واحد جنگ ہے جس نے طوائفیں پیدا کیں نہ بھکاری اور نہ ہی ذہنی انتشار کا شکار نوجوانوں کے جرائم پیشہ گروہ۔ اس کی وجہ افغانستان کا روایتی سماج، قبائلی نظم و ضبط اور گہری مذہبیت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۳۰ لاکھ افغان کی خیمہ بستیوں میں جرائم کی سطح نہ صرف دنیا بھر کے مہاجروں سے کمتر بلکہ دنیا کے تمام معاشروں سے کم ہے۔ سعودی عرب اور چین ایسے نظم و نسق میں ڈھالے معاشروں کے مقابلے میں بھی جنہیں دنیا میں مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عالمی اداروں کی طرف سے لیے گئے جائزوں کے مطابق پاکستان میں مقامی آبادی اور مہاجرین میں مفاہمت کی سطح ساری دنیا سے بہتر ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مہاجروں میں تخریب کار چھپے ہوتے ہیں یہ الزام یا تو وہ لوگ عائد کرتے ہیں جو افغان معاشرے اور مہاجروں کے لئے بنائے گئے

پاکستان کے قومی انتخابات ایسے اہم موقع پر یہ لوگ کوئی ہنگامہ کیوں نہ کر سکے جبکہ پاکستان کے بدخواہوں کے لئے یہ موقعہ بہترین تھا؟ اس سوال پر اس طرح بھی غور کیا جا سکتا ہے کہ ہیروئن کے جتنے سمگلر پکڑے گئے یا مہاجرین کے علاقوں میں جتنے چور، قاتل یا رہزن گرفتار ہوئے ان میں سے مہاجر کا تناسب کیا تھا۔؟ صوبہ سرحد میں ہر پانچواں آدمی افغان مہاجر ہے اس اعتبار سے ہر پانچواں مجرم افغان ہونا چاہیئے جبکہ حقیقت میں ہزار مجرموں میں سے ایک بھی افغان نہیں ہوتا یہ صورت حال الزامات کی صداقت ثابت کرتی ہے یا الزام تراشنے والوں کو جھوٹا قرار دیتی ہے۔؟

کہا جاتا ہے کہ افغان بحران پاکستان کا پیدا کردہ ہے اور وہی اسے گہرا کر رہا ہے سوال یہ ہے کہ اگر اس الزام میں ذرہ برابر بھی صداقت ہوتی تو اقوام متحدہ کے ۱۲۰ ارکان اسلامی کانفرنس اور غیر جانبدار کانفرنس میں بار بار ببرک انتظامیہ کی مذمت اور پاکستان کی تائید کیوں کی جاتی کیا پاکستان نے چالیس لاکھ مہاجرین کو گھروں سے نکالا ہے؟ یا روسی طیاروں کی بمباری نے۔ کیا پکتیا اور قندھار سے ہرات تک روسیوں کے خلاف لڑنے والے افغانیوں کے ہیں یا پاکستانیوں کے؟ اب جبکہ کچھ عرصے سے روس نے مستقل طور پر پاکستانی سرحدوں کے ساتھ دباؤ بڑھا رکھا ہے تو کیا اندرونی علاقوں میں جنگ کم ہو گئی ہے۔ کیا کابل، قندہار، ہرات اور جلال آباد میں ایک دن کے لئے بھی کرفیو اٹھانا ممکن ہوا ہے۔؟ لوگ ڈھٹائی کے ساتھ الزام عائد کرتے ہیں کہ پاکستانی کیمپوں میں لڑنے والوں کو پناہ دی جاتی ہے۔ ان کا سفید جھوٹ اس بات سے ظاہر ہے کہ کیمپوں میں ۷۶ فیصد تعداد عورتوں اور بارہ سال سے کم عمر بچوں کی ہے اگر بارہ سے ۱۵ سال کی عمر کے بچے

اور ۵۵ سال سے زیادہ عمر کے بوڑھے شامل کر لیے جائیں تو مردوں کی تعداد دس فیصد سے بھی کم رہ جائے گی. ان کی بڑی تعداد کیمپوں کا نظم ونسق چلاتی ہے اور دوسرے امور انجام دیتی ہے سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ پاکستان ۱۶۱۰ سو کلو میٹر لمبی سرحد کیسے بند کرے اگر یہ آسان بھی ہوتا تو کیا روسی خود ایسا نہ کر گذرتے ؟

بہت بے دردی کے ساتھ اس الزام کی تکرار بھی کی جاتی ہے کہ کیمپوں میں لوگ آسائش کی زندگی گذار رہے ہیں. ہر شخص جوان کیمپوں میں اشیاء کی تقسیم کے نظام سے ذرہ بھی واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ مہاجروں کو مقرر مقدار میں گندم کا آٹا دیا جاتا ہے. انہیں بہت تھوڑی سی چینی، چائے کی پتی اور گھی ملتا ہے اور بہت برائے نام ملبوسات، ان سے گندم کے سوا کوئی چیز کسی معمولی سے معمولی گھرانے کے لیے کافی نہ ہوگی لیکن مہاجر نمک ملی روٹی اور ابلے ہوئے زیادہ پانی والے سالن پر گزر بسر کرتے ہیں پھر اپنے گھروں سے دور خیموں میں مقید ہو کر رہنا کیا پر آسائش زندگی ہے ؟ کیا الزام تراشیاں کرنے والوں میں سے کوئی اس طرح کی زندگی گزارنا پسند کرے گا ؟ رہی یہ بات کہ امریکہ روس کو افغانستان کی دلدل میں الجھانا چاہتا ہے تو وہ کیوں ایسا نہ کر سکے ۔ امریکہ اور روس ایسے ایک دوسرے کے حریف اگر ایک دوسرے کے لیے مشکلات پیدا نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے!

یقیناً امریکہ اپنے مفادات پورے کرنے کی کوشش کرے گا. وہ اپنے حریف کو زیادہ سے زیادہ مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے گا جس طرح روس امریکہ کے لیے بعض حلقوں میں دشواریاں پیدا کر رہا ہے. افغانستان میں آزادی کی جنگ لڑنے والے جو بنیادی طور پر سرکاری ملازمین سمیت

۹۵ فیصد آبادی کی تابعبد دسختی سے چھنے گئے اسلحہ اور مشرق وسطیٰ کے مسلمان مسلمانوں کی مدد سے انکار کیوں کریں۔ اگر کوئی شخص ایک غنڈے کے ہاتھوں زخمی ہو جائے تو کیا کسی دوسرے شخص کے ہاتھوں پانی پینے سے محض اس لئے انکار کیوں کر دے کہ وہ زخمی کرنے والے کی طرح ایک غیر معقول آدمی ہے۔ کیا وہ دو غنڈوں کے بیچ غیر جانبدار رہنے کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔ کیا افغان عوام کو اس لئے اپنی آزادی اور تمام دوسرے حقوق سے دستبردار ہونا چاہیئے کہ ان کا دشمن امریکہ کی بجائے روس ہے۔

یہاں افغانستان کے سلسلے میں حکومت پاکستان کے رویئے سے اختلاف کرنے والوں کی کردار کشی مقصود ہے اور نہ ان کی مذمت حقیقت یہ ہے کہ ان چند لوگوں کے سوا جن کے ذہنی رشتے ملک سے باہر ہیں حکومت کے مخالفین میں کئی نیک نام اور محب وطن سیاستدان شامل ہیں بدقسمتی سے وہ ریاست اور حکومت کی مخالفت میں پوری طرح امتیاز نہیں کر سکے اور حکومت دشمنی میں انتہاپسند مخالفین کے ساتھ بہہ گئے ہیں ان پر پاکستانی سیاست کے تعصبات اس طرح غالب آ گئے ہیں کہ وہ بہت سی دوسری حقیقتوں کو نظر انداز کرنے پر تل گئے ان میں سے بعض تو محض اس لئے افغان مجاہدین کی مخالفت کر رہے ہیں کہ فلاں سیاسی جماعت مجاہدین کی حامی کیوں ہے، ورنہ وہ اپنے دلوں میں ان کے موقف کی حقانیت سے خوب واقف ہیں۔
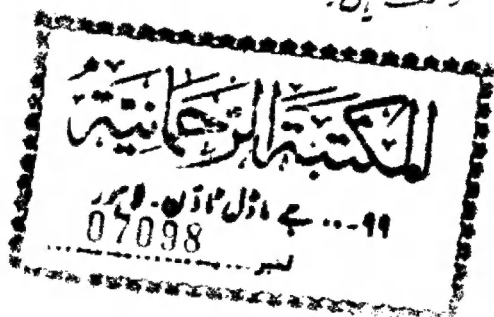
جدید عربی زبان سیکھنے کیلئے ہماری مطبوعات

هجاء اللغة العربية

تالیف : مولانا سید نصیب علی شاہ

بچوں کو اور عربی زبان سے جدید وابستگان کیلئے ایک خوبصورت مصری قاعدہ ہے جس سے عربی کے مختلف لغات کا جاننا آسان اور عربی تکلم کا اجراء بھی ہوتا ہے۔ جلی حروف اور خوشخطی کے ساتھ اعلیٰ طباعت

قیمت : تین روپے پچاس پیسے

القراءة المفيدة

تالیف : مولانا سید نصیب علی شاہ

درجہ ابتدائیہ کے سال اول و دوم کیلئے عصری تقاضوں کے مطابق جدید عربی کا بہترین کتاب ہے جس کے پڑھنے سے طلبہ کو روزمرہ کے استعمال کے ضروری جملے ذہن نشین ہوتے ہیں اور عربی بولنے اور لکھنے کی پریکٹس شروع ہوجاتی ہے۔

عربی بولیے

از مولانا ندیم الواجدی فاضل دیوبند

عام عربی بول چال، عصری لب و لہجہ اور جدید الفاظ و اصطلاحات و تعبیرات پر ایک جامع بے نظیر کتاب جس کا مثال کوئی بھی پیش نہ کر سکے

قیمت : ۸۰ روپے

نهضة اللغة العربية

از مولانا سید نصیب علی شاہ و مولانا حافظ محمد اجمل خان فلسطینی

عربی زبان سے اشاعت و ترویج اور جدید عربی کے تحریر و تقریر سکھانے کیلئے جامعہ علوم اسلامیہ زرگری کا ایک مراسلاتی کورس ہے جو کہ ایک مجلہ کی صورت میں مرحلہ وار شائع ہوکر مفت تقسیم کیا جاتا ہے

معهد اللغة العربية جامعة زرگري ⊙ كوهاٹ - پاكستان